ماہنامہ
پاکستان
مجلۃ الحقیقۃ

صفر ۱۴۲۳ھ
اپریل 2002ء

ولیوں کی حکایت

درس قرآن

غلام مصطفیٰ مجددی

درس حدیث

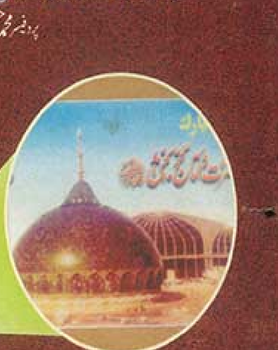
ولیوں کی ولایت

غلام مصطفیٰ مجددی



توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی



تعلیمات مجددیہ

مولانا محمد سلیم نقشبندی





احکام شریعت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ





مسلک حقہ کی شناخت قرآن و حدیث کی روشنی میں

علامہ شفقات احمد مجددی

حمد و نعت

پروفیسر محمد حسین آسی

میرا خدا وہی ہے جو رب الانام ہے
میرا رسول وہ ہے جو خیر الانام ہے

میرے خدا کی شان میں شرکت روا نہیں
میرا نبی بھی مثل سے بالا ہے بالیقین

میرا خدا کریم و رؤف و رحیم ہے
میرا نبی رؤف و رحیم و کریم ہے

تھی جس خدا کی مجھ کو ضرورت وہ مل گیا
کیونکر ملا؟ سمجھ لو نبی نے ملا دیا

یا رب خرد کہاں تیرا عرفان پا سکے
ہاں ہاں تیرا نبی ہے جو تجھ سے ملا سکے

یا رب تیرا کرم کہ نبی کا گدا کیا
تیرا کرم ہے یا نبی رب کا پتہ دیا

مجھ بے نوا کو دولت توحید مل گئی
تیری سخا یہ تیری عطا ہے میرے نبی

میں نے درِ حضور کی جانب جو رُخ کیا
یارب تیرے کرم تیری توفیق سے ہوا

کہتا ہوں یا خدا، تو کرم ہے حضور کا
کہتا ہوں یا نبی تو کرم ہے غفور کا

بے عشق مصطفیٰ جو کوئی یا خدا کہے
فضل خدا سے تا ابد محروم ہی رہے

جو یا خدا بھی کہتا ہے اور یا رسول بھی
حاصل اسی کو ہے یہاں ایمان و آگہی

توحید جس کو کہنے نہیں دیتی یا رسول
اس بو الفضول بندے کی توحید بھی فضول

توحید جس میں جلوہء عشق نبی نہیں
ایمان کہہ رہا ہے وہ توحید ہی نہیں

آسی جو نظرِ مرشد لاثانی ہو کبھی
یہ عشق بھی ملا سمجھ توحید بھی ملی

يا ايها النبى جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقین سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ۔ ۷۳)

زیر سرپرستی

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر **محمد حسین آسی** نقشبندی

ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ پاکستان

صفر ۱۴۲۳ھ اپریل 2002ء جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 6

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول	مدیر منتظم
شجاعت علی مجاہد	ابو طلحہ نوری	شمس الدین نقشبندی

عکس الحقیقہ

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے   سالانہ چندہ دستی -/100 روپے   بذریعہ ڈاک -/124 روپے

یورپ (فی پرچہ)	1 پونڈ	سالانہ چندہ	10 پونڈ
یو ایس اے (فی پرچہ)	1.5 ڈالر	سالانہ چندہ	15 ڈالر
عرب ممالک (فی پرچہ)	3 ریال	سالانہ چندہ	30 ریال

برائے رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلۃ الحقیقہ نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس-۶۲)

ترجمہ (کنزالایمان)

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

جناب صدر! آپ کے اندر کا مسلمان کب بیدار ہوگا؟

(ایک فقیر گوشہ نشین کی گذارشات)

محترم صدر پاکستان! خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کی صدارت بھی حوادث روزگار سے محفوظ رہے۔ ہم کسی رنگ میں بھی آپ کے حریف نہیں اور نہ ہی جدید مغربی جمہوریت کے عاشق جس کی تصویر حضرت حکیم الامت مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے یوں کھینچی ہے۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

آپ بصد شوق منصب صدارت پر فائز رہیں اور پانچ چھ سال کیلئے بھی نہیں، تاحیات رہیں، ہمیں اس سے کوئی تکلیف نہیں، ہمارا مدعا، ہماری آرزو، ہماری التجا ہماری گزارش، جو کچھ بھی آپ سمجھیں، یا اسے کوئی لفظ بھی دے لیں، وہ صرف یہ ہے کہ جس خالق و مالک نے آپ کو پیدا کیا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں آپ کی جان، آپ کی عزت اور آپ کا منصب ہے، اس کی عظمت و کبریائی کو فراموش نہ کیجئے اور اس دوروزہ اقتدار کے نشے میں مست ہو کر اس کے دوامی اقتدار سے بے نیاز نہ ہو جایئے، ظفر بہادر شاہ مرحوم نے خوب فرمایا تھا۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم وذکا!
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

ہاں ہاں وہ بلاشرکت غیرے تمام کائنات کا خالق، رازق، منعم اور مالک الملک (تمام بادشاہی کا مالک) ہے۔ وہ بڑے بڑے مغرور و متکبر بادشاہوں کو آنِ واحد میں ذلیل ورسوا اور نیست ونابود بھی کرسکتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے فقیرانِ کم پرس کو تخت وتاج سے نواز بھی دیتا ہے۔ جو قادرِ مطلق ایک ''کُن'' سے ہزاروں کائناتیں وجود میں لاسکتا ہے، اُسے ایک چھوٹی سی کائنات کی ایک چھوٹی سی زمین کے ایک چھوٹے سے ملک میں کسی چھوٹے کو بڑا اور کسی بڑے کو چھوٹا کرتے کیا دیر لگتی ہے۔ اس لئے سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ اُس کے مقابلے میں نہ خود فرعون بنیئے، نہ کسی کو فرعون بننے دیجئے اور نہ کسی فرعون کا ساتھ دیجئے۔ وہ ارحم الرحمین (سب مہربانوں سے زیادہ مہربان)، وہاب، تواب، غفار، ستار، منعم ومحسن اللہ جبار وقہار، اور منتقم (ظالموں سے انتقام لینے والا) بھی ہے۔ نمرود اور شداد جیسے خدائی کے مدعیوں کے دعویٰ خدائی ہی کو نہ دیکھئے، ان کے انجام کو بھی دیکھئے۔ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم رکن

مولانا ظفر علی خان نے فرمایا ہے۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی سخت گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

سوائے جناب صدر! اس کا شکر بجا لائیے جس نے محض اپنے فضل سے کہاں سے کہاں پہنچا دیا، انصاف کیجئے اور خوب سوچئے کیا آپ کے والدین جب آپ کو بچپن میں پال پوس رہے تھے، کیا ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات کبھی آئی تھی کہ ان کا رینگنے والا بچہ کسی روز دنیا کی واحد ایٹمی اسلامی مملکت کا سربراہ ہوگا۔ خصوصاً آپ کا اقتدار میں آنا تو قدرت خداوندی کا اور بھی کرشمہ ہے کہ نہ الیکشن کی بک بک، نہ سیاست کی جھک جھک، نہ عوام کی منت سماجت، نہ ووٹوں کی بھیک لینے قریہ بقریہ پھرنے کی ضرورت، ملک سے باہر گئے تو چیف آرمی، واپس آئے تو ملک کے سربراہ، ایسی صورت میں آپ کو سجدہ شکر سے سر اٹھانا ہی نہ چاہیے، اور ہرگز ہرگز اپنے مالک کو نہیں بھولنا چاہیے۔ پھر وہ مالک جسے ایک ناچیز و نادار بندہ پہچانے تو حقیقت میں شہنشاہ بن جائے، آپ جیسا شہنشاہ پہچانے تو کس مقام پر ہوگا۔ حضرت اقبال نے کیا خوب سمجھایا ہے۔

اپنے مالک کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

(گویا جو فقیر اس شہنشاہ حقیقی کو پہچان لیتا ہے، دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ اس کے گدا محتاج ہوتے ہیں اور دنیا کا جو شہنشاہ اسے نہیں پہچانتا، وہ بادشاہوں کا، بلکہ عوام و خواص کا محتاج ہوتا ہے اور عزت و آبرو سے محروم ہوتا ہے۔)

جناب صدر! ہماری یہی گزارش ہے کہ اگر آپ اپنا بھلا چاہتے ہیں یا قوم کا، اپنی عزت کے آرزومند ہیں یا اپنی قوم کی آبرو کے تو اس کے حضور جھکئے، اس کی بارگاہ کے فقیر بن جائیے، اس پر توکل کیجئے، اس کی اطاعت کو اپنی زندگی اور فکر و عمل بنا لیجئے، اسی کو راضی کر لیجئے۔

ہاں ہاں اسی کی اطاعت اور اسی کی رضا جوئی میں آپ کی مشکلات کا حل، آپ کی مرادوں کی تکمیل، آپ کی قوم و ملک کی فلاح ہے۔ اسی نکتے کو پیش نظر رکھئے۔ یہی آپ کیلئے کافی ہے، قصور کے عظیم صوفی نے یہی فرمایا تھا۔

اِکو الف ترے درکار
علموں بس کریں او یار!

مگر یاد رکھئے! اللہ کی اطاعت یہی ہے کہ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کیجئے، سچے رب کی غلامی یہی ہے کہ اس کے حبیب کریم ﷺ کے غلام بن جائیے، قادر مطلق کی رضا اسی میں ہے کہ اس کے نائب اعظم ﷺ کو راضی کر لیجئے، محبوب حقیقی جل جلالہٗ سے وفاداری کا ارادہ ہے تو اس کے محبوب اکرم ﷺ کے وفادار بن جاؤ۔

(پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی)

زخمی مجاہد

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں زخمی ہونے والا مجاہد قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کا زخم تازہ ہوگا اور زعفرانی رنگ کے خون میں مشک کی مہک ہو گی۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قسط نمبر 16

پروفیسر محمد حسین آسی

دیکھا، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ منصب رسالت کے بارے میں کس قسم کی وضاحتیں فرما رہے ہیں۔ اللہ کا رسول واجب الاطاعت ہی نہیں بلکہ اسی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ حاکم مطلق ہے، وہ اپنے رسول کا بھی حاکم ہے مگر رسول اپنے اللہ کا محکوم اور باقی مخلوق کا اللہ کی طرف سے حاکم ہے۔ اب جو شخص اللہ کو اپنا حاکم مانتا ہے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہے، کم از کم اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ رسول کو اپنا حاکم مانے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بدبخت اللہ کے رسول کو حاکم ومختار اور اتھارٹی نہیں مانتا تو وہ اللہ کے حکم کا منکر اور اس کی حاکمیت کا باغی ہے۔ قرآنِ پاک نے اسی لئے رسول کی حاکمیت کا انکار کرنے والوں کو خارج از ایمان قرار دیا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (النساء۔۶۵)

ترجمہ۔ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

سبحان اللہ ایمان کی تین شرطیں بیان کی جا رہی ہیں۔

۱۔ اپنے اختلافات میں حضور انور ﷺ کو حاکم ماننا

۲۔ حضور اکرم ﷺ کے فیصلے کے بارے میں دل کے کسی گوشے میں بھی تنگی محسوس نہ کرنا یعنی فیصلہ اگرچہ اپنے خلاف ہی کیوں ہو، اپنے کھلے دل سے قبول کرنا۔

۳۔ اس پر یوں عمل کرنا جیسے عمل کرنے کا حق ہے۔

اور پھر اللہ نے یہ نوٹیفکیشن (ضابطہ، قانون) جاری کیا تو نہایت ہی محبت بھری قسم لاوربک (یعنی اے محبوب! تیرے رب کی قسم) ذکر فرما کے اس میں گویا یہ نکتہ بھی ہے کہ رب نے اپنے محبوب ﷺ کو جو تربیت دی ہے، اس کا تقاضا ہے کہ اسے اللہ کے بعد سب سے بڑا حاکم مانا جائے یعنی مخلوق میں سب سے بڑے حاکم ہونے کی صلاحیت اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اب جو رب اکبر کے حبیب اکبر ﷺ کی حاکمیت کا منکر ہے وہ اللہ کے رب ہونے اور محبوب اکبر ﷺ کے حسن تربیت پانے کا منکر ہے لہٰذا اُسے کافر و بے ایمان ہونا ہی چاہئے۔ حقیقت یہی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ اپنے رب کی حاکمیت مطلقہ کے مظہر کامل ہو کر دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

انصاف فرمایئے جس کی حاکمیت کا انکار کر کے کوئی شخص مؤمن نہیں رہ سکتا اور جس کے فیصلے کی بابت زبان سے تو کیا دل میں بھی ذرا سی تنگی نہیں آنی چاہئے۔ کیا اس کا فیصلہ حق سے دُور ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، یہ بچپن سے الصادق اور الامین ہے، اس کا ہر

فیصلہ حق پر مبنی ہے بلکہ یہ خود حق ہے، اس کی ہر ادا حق ہے اور اس کی ہر بات حق ہے۔ یہ مظہر حق ہے، یہ پیکر حق ہے، اس کی زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ خود فرماتے ہیں۔ (ﷺ)

۱. فو الذی نفسی بیدہ الا الحق (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ۔ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

۲. انی لا اقول الا حقا (ترمذی)

ترجمہ۔ میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

خود سوچیے حق کے مطابق فیصلہ کرنے کیلئے "علم" کتنا ضروری ہے اگر یہ معلوم ہی نہ ہو کہ کون جھوٹا ہے اور کون سچ بول رہا ہے۔ اگر یہ پتا ہی نہ ہو کہ کس نے ظلم کیا ہے اور کس نے افسانہ گھڑا ہے۔ اگر یہ خبر ہی نہ ہو کہ قاتل کی نیت کیا تھی، اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے یا سہواً اس سے قتل ہوا ہے۔ تو فیصلے کا تصور کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوا اللہ نے اگر اپنے رسول ﷺ کو اپنی حاکمیت کا مظہر بنایا ہے تو اپنے علم کامل کا مظہر بھی بنایا ہے، اسی لئے قرآن میں خود اعلان فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا o (النساء۔۱۱۳)

ترجمہ۔ اور (اے حبیب) تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

کیا آپ اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ بعض دفعہ یہودی بھی اپنے مقدمات حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے اور ان کی تورات کے مطابق ان میں فیصلے فرماتے تھے۔ کیا آپ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بھول گئے، قاضی محمد سلیمان، سلمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق وہ حاضر خدمت ہوئے تو گفتگو کے آغاز ہی میں نبی ﷺ نے فرمایا تم تو کوسی (عیسائیوں کا ایک قدیم فرقہ) ہو۔ میں نے کہا، ہاں فرمایا! تم تو اپنی قوم سے غنیمت اور پیداوار کا چہارم لیا کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنا تو تیرے دین میں جائز نہیں۔ میں نے کہا سچ ہے اور میں نے دل میں کہا کہ یہ ضرور نبی ہے، سب کچھ جانتا ہے، اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ (رحمۃ للعلمین۔ جلد اوّل)

کیا یہ آپ کے علم میں نہیں کہ بعض دفعہ جانور بھی آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرنے اور داد پانے حاضر ہوتے تھے، حضور پر نور ﷺ اُن کی زبان بھی جانتے تھے اور فریاد کی حقیقت کو بھی سمجھتے تھے۔ لیجئے، ایمان تازہ کرنے کیلئے ایک سچا واقعہ اعلیٰ حضرت مجدد ملت قدس سرہ کے الفاظ میں حدیث پاک کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم خدمت اقدس حضور سید عالم ﷺ میں حاضر ہوئے، ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا۔ یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کھڑا ہوا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر! اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات کہ بیشک جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے

بری ہے (ان اللہ تعالیٰ قد اٰمن عائذنا ولیس بخائب لائذنا) صحابہ نے عرض کی "یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے"

۔فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا، یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد لایا (واستغاث بنبیکم) ہم یونہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک آیا۔ کہا اس کے مالک لوگ دوڑتے آئے۔ اونٹ نے جب انہیں دیکھا، پھر حضور علیہ السلام کے سرانور کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی۔ اس کے مالکوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے، آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، سنتے ہو، اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے۔ وہ بولے "یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے"۔ فرمایا "یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہارے امان میں پلا۔ گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم سیر مقام تک کوچ کرتے۔ جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں۔ اب جو اُسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا، وہ بولے یارسول اللہ! خدا کی قسم یونہی ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، نیک مملوک کا بدلا اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے یارسول اللہ تو ہم نہ اُسے بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا "غلط کہتے ہو، اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں۔ اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس ﷺ نے وہ اونٹ ان سے سو درہم کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا "اے اونٹ چلا جا کہ اللہ عزوجل کیلئے آزاد ہے۔۔۔" (الامن والعلی از اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

پھر یہ بھی خیال فرمایئے کہ جس ذاتِ پاک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اور یوں حاکم بنا کر بھیجا ہے، کیا وہ سب کا دادرس اور فریادرس نہیں۔ ہاں ہاں سب کے رسول اور سب کے حاکم ہیں تو یقیناً سب کے دادرس اور فریادرس بھی ہیں۔

خلق کے داد رس ، سب کے فریاد رس

کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

انہیں رسول اور حاکم ماننا شرک نہیں تو دادرس اور فریادرس ماننا کیوں شرک ہے۔ حاکم فریاد ہی تو سنتا ہے اور داد ہی تو دیتا ہے۔ ابن ماجہ شریف کی اس حدیث شریف کا یہ جملہ پھر سامنے لایئے۔

اِنَّ اللہ تعالیٰ قد اٰمن عائذ نا ولیس بخائب لائذنا

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری پناہ میں آنے والے کو امان دے رکھی ہے۔ اور ہمارے حضور التجا کرنے والا نامراد نہیں۔

یقیناً سب سے بڑا پناہ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے بعد کائنات کی سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑی پناہ گاہ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ ہیں بلکہ جس طرح حضور ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور آپ کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے مقابلے میں نہیں بلکہ اس کی نیابت میں ہے۔ یونہی حضور انور علیہ السلام کی پناہ اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے۔

بلکہ جو حضور پُرنور علیہ السلام کو رسول نہ مانے، اسے اللہ کی توحید

کا اقرار کرنے کے باوجود ایمان نہیں ملتا، یونہی جو ظالم اللہ کی امان کو تو مانتا ہے مگر اس کے حبیب اکرم ﷺ کی امان کا منکر ہے، اُسے اللہ بھی امان نہیں دیتا۔ حدیثِ پاک کے اس جملے پر بار بار غور کیجئے اور پوچھیے۔

سوال: اللہ کس کو امان دیتا ہے؟

جواب: اُسے جو حضور پُر نور ﷺ کی پناہ میں آئے۔

پھر دنیا کا بڑے سے بڑا حاکم یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ

لَیْسَ بِخَائِبٍ لَّدَیْنَا

ترجمہ۔ ہم سے التجا و فریاد کرنے والا ناکام نہیں۔

یہ دعویٰ اُسی کو، ہاں ہاں اُسی کو زیبا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حکومت و حاکمیت کی اور دادرسی و فریاد رسی کی تربیت دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ فرمایئے کیا التجا و فریاد کے عنوانات کی گنتی ممکن ہے۔ زمین و آسمان میں بسنے والی مخلوقات کی اپنی اپنی لاتعداد حاجتیں ہیں۔ یہ سب کے سب محتاج اپنی سب کی سب حاجتوں میں فریاد کریں تو کس کے دربار میں کریں اور آلام و مصائب سے پناہ ڈھونڈیں تو کس کی؟ ہاں ہاں بالکل مایوس نہ ہوں، ضرور فریادیں کریں، ضرور التجائیں کریں، کہاں؟ اُس محبوب کریم رؤف الرحیم ﷺ کے دربار میں جہاں پناہ ڈھونڈنے والے کو قادرِ مطلق اور ارحم الرحمین اللہ نے امان دے رکھی ہیں اور جہاں التجا کرنے والا ناکام نہیں رہتا۔ اگر یہاں بھی امان نہ ملتی اور یہاں بھی التجا کرنے والے کو ناکامی ہوتی تو یہ وعدہ کیوں کیا جاتا؟ کیا تم نے قرآن پاک میں پڑھا نہیں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (آل عمران۔۹)

ترجمہ۔ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا اور یہ کہ

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۝ (النساء۔۸۷)

ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی

فریاد کرنے والے کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ خاص دربار پرانوار میں حاضر ہو کر فریاد کرے یا پناہ ڈھونڈے بلکہ عائذ نا (یعنی ہماری پناہ مانگنے والا) مطلق ہے۔ جہاں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ کی پناہ میں آنا چاہے تو آسکتا ہے۔ یہ اپنے اللہ کے فضل سے عرش و فرش کے حاکم ہیں، انہیں اپنی سلطنت کے ذرے ذرے کی خبر ہے۔ کوئی جہاں بھی ان کی پناہ چاہے اُس کیلئے

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اٰمَنَ

(ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے امان دی ہے)

کا وعدہ ہے۔ وعدہ بھی کیسا؟ غور کیجئے حضور پُر نور ﷺ یہ نہیں فرما رہے کہ میں پناہ دے دوں گا بلکہ فرمایا جارہا ہے کہ خود اللہ نے پناہ دے رکھی ہے۔ تاکہ یہ نقطہ ذہن نشین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں پناہ ڈھونڈنے والوں اور التجا کرنے والوں سے کتنا خوش ہے۔ پناہ ڈھونڈنے والا بعد میں پناہ ڈھونڈے، پناہ کا سامان پہلے کر دیا گیا۔ گویا محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں اس کا التجا کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کامیاب ہے۔ دوسروں کے ہاں یہ صورت ہو نہ ہو، مگر جسے حق نے خصوصی اہتمام سے سب کا رسول اور سب کا حاکم بنا کر بھیجا ہے، اس کے دربار کی عظمت کا یہ حال ہے کہ بندہ اپنے رسول ﷺ سے فریاد کررہا ہے اور اللہ خوش ہو ہو کر اس کا دامن مراد بھر رہا ہے۔

اے محبوب کریم ﷺ پورے اطمینان سے نعرہ رسالت لگاؤ، یارسول اللہ انظر حالنا کہو پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ پڑھ پڑھ کر استغاثہ کرو، اللہ تم سے خوش ہو رہا ہے اور وہ تمہاری مرادیں پوری کرنے کیلئے کافی ہے۔

یارسول اللہ کا نعرہ مؤمن کی فطرت میں داخل ہے۔ وہ ہر خوشی، ہر غم اور ہر خطرے میں یہی نعرہ لگاتا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ حبیب کردگار ﷺ کی دہائی دی جائے تو اللہ خوش ہو جاتا ہے اور اس کی خوشی کے ساتھ اس کے حبیب مکرم ﷺ بھی خوش ہوتے ہیں۔ اور اصل مقصود قرآن پاک کی رُو سے ان دونوں کی رضا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥ (التوبہ۔ ۶۲) ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

فرمائیے! اہل مدینہ کیلئے اُس گھڑی سے زیادہ کونسی گھڑی خوشگوار اور مسرت بخش ہوگی جب اللہ کے حبیب اعظم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لا رہے تھے، مگر اس وقت اہل مدینہ اپنے عظیم آقا و مولا ﷺ کا استقبال کس نعرے سے کر رہے تھے۔

حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان مرد عورتیں بچے خدام سب کے سب چھتوں پر چڑھ کر گلیوں میں پھیل کر بار بار بلند آواز سے

يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مسلم شریف ص ۴۱۹ ج ۲)

ترجمہ۔ پھر جب محبوب خدا ﷺ نے وصال فرمایا۔ ظاہری نگاہوں سے آپ کا چھپ جانا اہل محبت کیلئے قیامت سے کم نہیں تھا۔ اس موقعے پر جن درد بھرے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ ان میں بھی بار بار یہی ندا تھی۔ حضرت خاتون جنت علی ابیہا وعلیہا السلام نے اس موقع پر کہا۔ يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكَ ضَوْءُهٗ صَلّٰى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ ترجمہ۔ اے رسولوں کے خاتم، اے بابرکت روشنی والے، آپ پر قرآن اتارنے والے رب کا درود ہو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ نے حضور ﷺ کے رخ انور سے کپڑا اٹھا کر عرض کیا۔

اُذْكُرْنَا يَا مُحَمَّدُ عِنْدَ رَبِّكَ وَلْنَكُنْ مِنْ بَالِكَ (یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔ (مواہب لدنیہ)

پھر اوّلین پاسبان ختم نبوت حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب اسلامی لشکر مسیلمہ کذاب کے خلاف برسرِ پیکار تھا، سودائے شہادت سروں میں تھا اور یہی نعرہ ان کے ایمان کی پہچان تھا۔ وہ بار بار بطور شعار "یا محمداہ" کہتے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۶) شعار سے مراد ہے پہچان کرانے والی چیز۔

گویا اُس دن جو مسلمان تھے ان کی پہچان یہ نعرہ رسالت تھا۔ اس جنگ میں کتنے ہزار شہید ہوئے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا یہی شعار ہوتا تھا یا محمد یا منصور، اُمتک، اُمتک، (فتوح الشام) یا محمد، اے وہ ذات جن کے سبب فتح ملتی ہے۔ اپنی امت پر رحم فرمائیں اپنی امت کی مدد کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نعرہ مستانہ کو تابعین تک پہنچایا۔ وہ بھی ہر موقع پر اپنے آقا و مولا ﷺ کو پکار کر دو جہان کی عافیت محسوس کرتے رہے۔ کبھی یارسول اللہ، کبھی یا محمد اور کبھی کسی اور وصف سے اللہ کے اس محبوب اعظم ﷺ کو پکارتے رہے۔ امام

الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ بجا طور پر جو فخر التابعین ہیں، کس مستانہ انداز میں عرض کرتے ہیں۔

وَاللّٰہِ یٰس مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ

فِی الْعٰلَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاکَ

ترجمہ۔ یٰس اللہ کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا، آپ کی مثل کائنات میں ممکن نہیں۔

اسی قصیدۃ النعمان میں آپ نے حضور پر نور ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے یا سَیِّدَ السَّادات (اے سرداروں کے سردار) یا خیر الخلائق (اے بہترین مخلوقات)، یا طٰہٰ، یا مدثر، یا مالکی (اے میرے مالک) یا اکرم الثقلین، (اے کریم ترین جن وانس) یا کنز الورٰی (اے عالمین کے خزانہ وخازن)، یا سیدی (اے میرے سردار) یا عَلَم الھدٰی (اے نشان ہدایت) جیسے الفاظ تراکیب کو اختیار کیا ہے۔

مختلف الفاظ وتراکیب اور گونا گوں اوصاف حمیدہ کے حوالے سے محبوب اکرم شفیع اعظم ﷺ سے التجا وفریاد کرنے کا اسلوب تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی سے سیکھا تھا۔ چنانچہ صحابی حضرت اعشٰی مازنی رضی اللہ عنہ نے اپنی منظوم درخواست جو بارگاہ نبوی میں پیش کی تو اس کی ابتداء اس مصرع سے کی یا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ (الامن والعلی بحوالہ امام احمد) ترجمہ۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا وسزا دینے والے۔

بلکہ حق یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کبار رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل کی بنیاد بھی قرآنی اسلوب ہے۔ اللہ تبارک وتعالٰی نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو کہیں یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ نہیں فرمایا، ظاہر ہے کہ فصاحت کے خلاف ہے۔ (کہ اللہ خود فرمائے، اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے نبی) اس کیلئے یہی مناسب ہے۔ وہ فرمائے

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ ، (یعنی اے رسول)

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ (یعنی اے عظیم الشان نبی) ان کے علاوہ اداؤں کے حوالے سے بھی خطاب فرمایا

یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (اے جھرمٹ مارنے والے)

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (اے بالا پوش اوڑھنے والے)

طٰہٰ۔ (بقول بعض: اے طاہر، اے ہادی)

یٰس (بقول بعض: اے سردار)

خدا نے اپنے پیارے کو پکارا جس طرح چاہا

وہ مزمل، وہ مدثر، وہ یٰس اور وہ طٰہٰ

ایک روایت کے مطابق حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔

السلام علیک یا اوّلُ

السلام علیک یا آخِرُ

السلام علیک یا ظاھِرُ

السلام علیک یا باطِنُ

(جزاء اللہ عدوہ بآباءہ ختم النبوۃ از اعلٰی حضرت بریلوی بحوالہ شرح شفا شریف، عن ابن عباس)

سلام ہو آپ پر اے اوّل مخلوق

سلام ہو آپ پر اے آخر الانبیاء

سلام ہو آپ پر اے ظاہر الشان

سلام ہو آپ پر اے باطن الحقیقہ

خیر نعرہ رسالت اور اس کے مختلف انداز صدر اول سے شروع ہوئے اور حیرت ہے انقلابات کی کثرت وشدت کے باوجود یہ آج تک موجود ہیں۔ اس کی وجہ وہی ہے جو حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علماء امت ہست یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ہست وبر اعمال امت حاضر وناظر است و مرطالبان حقیقت ومتوجہان آنحضرت رامفیض ومربی (اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل)

ترجمہ۔ اتنے وسیع اختلاف اور کثرت مذاہب کے باوجود جو علماء امت میں موجود ہے، اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر کسی تاویل ومجاز کے احتمال کے، یابالکل حقیقی زندگی کے ساتھ باقی اور دائم ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔ اور طالبان حقیقت اور آپ کی طرف متوجہ ہونے والوں کیلئے فیض بخش اور مربی ہیں۔

ایسا کیوں نہ ہو امت کو جو سب سے افضل عبادت سکھائی گئی۔ اس میں بھی اسلام علیک ایھا النبی یعنی خطاب کے صیغے سے بارگاہ نبوت میں سلام عرض کرنا داخل کیا گیا ہے۔ اور بظاہر اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ امت اس عقیدے پر قائم رہے کہ اللہ کے حبیب کریم ﷺ اللہ کے فضل سے زندہ جاوید، حاضر وناظر، سمیع وبصیر اور قریب ومجیب ہیں۔ یہ بات اتنی واضح اور مسلم ہے کہ غیر مقلدین کے عظیم محقق جنہوں نے ترجمان الوہابیہ جیسی کتاب لکھ کر وہابیوں کی انگریز دوستی بیان کی ہے اور انگریزوں کو اپنی وفاداری جتا کر خود کو مراعات کا اہل ثابت کیا ہے، مسک الختام میں تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ (اصل میں یہ تحریر تھی انہی شیخ محقق کی مگر نواب صاحب نے اسے بغیر کسی حوالے کے اپنی کتاب میں درج کرلیا ہے) طوالت سے بچنے کیلئے یہاں صرف اردو ترجمہ دیا جا رہا ہے،

"بعض عارفین نے کہا ہے کہ التحیات یہ (اَیُّھَا النَّبِیُّ) کا خطاب اسی لئے ہے کہ حقیقت محمد یہ موجودات کے ذرّے ذرّے اور ممکنات کے ہر فرد میں حاضر ہے پس حضور ﷺ ہر نمازی کی ذات میں بھی موجود وحاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب انوار اور معرفت کے اسرار سے کامیاب ہو جائے" (مسک الختام از نواب صدیق الحسن بھوپالی)

غرض حضور پُر نور ﷺ کو پکارنا، درود وسلام عرض کرنا، آپ سے مدد مانگنا، آپ کی عنایات پر شکر گزار ہونا، آپ سے دولت دنیا شفاء، جنت، بخشش بلکہ رضائے الٰہی کا سوال کرنا، آپ کا توسل چاہنا اور آپ کی بارگاہ میں آپ کی آل پاک رضی اللہ عنہم یا اصحاب پاک رضی اللہ عنہم کا وسیلہ پیش کرنا امت کا معمول رہا ہے، کوئی دور اس سے خالی نہیں۔ ہاں جب میڈ ان انگلینڈ (MADE IN ENGLAND) قسم کے مفترین پیدا ہوئے تو انہوں نے شور وغل مچا کر محبوبان خدا کے تصرفات وبرکات کے خلاف مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں کو مسموم کرنا چاہا۔ ان کی باغیانہ روش سے کچھ سطحی ذہن کے لوگ متاثر ضرور ہوئے۔ مگر امت مجموعی طور پر

ان سے محفوظ ہی رہی۔ ان کی باتوں میں تضاد اور ان کی نیتوں کا فساد اتنا واضح تھا کہ ان کے سارے فلسفہ دین و مذہب میں شاید ہی کہیں کوئی معقولیت کی جھلک ہو۔ خود سوچئے اس دنیا میں کون کس کو نہیں پکارتا، روزمرہ کے معاملات و ضروریات میں اولاد والدین کو والدین اولاد کو، اساتذہ شاگردوں کو، شاگرد اساتذہ کو، حاکم رعایا کو، رعایا حاکم کو، مریض حکیم کو، حکیم مریض کو پکارتے ہیں اور کسی طرف سے شرک کا کوئی فتویٰ نہیں۔ جونہی کسی مرید نے پیر کو اور کسی امتی نے اپنے نبی و رسول ﷺ کو پکارا، ان کوتاہ نظروں کی نظر میں مشرک ہو گیا۔ اور شور مچا دیا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ ارے بدنصیبو اگر محض پکارنا شرک ہو تو کون اس شرک سے محفوظ رہے گا۔ کیا قرآن پاک میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو)

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ (اے لوگو)

یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ (اے کافرو) نہیں۔ کیا خدا پر بھی شرک کا فتویٰ لگاؤ گے۔ ابھی چند ہفتے پہلے حافظ سعید کی ماں مرگئی۔ کس طرح مری، اخبارات کے نزدیک بیٹے کا نام پکارتے پکارتے مرگئی۔ گویا غیر اللہ کا نام پکارتے پکارتے ختم ہوگئی۔ چاہیئے تو تھا ساری امت کو مشرک سمجھنے والا بیٹا اُسے بھی مشرکہ قرار دیتا اور اس کے جنازے اور کفن دفن میں شریک نہ ہوتا مگر ہوا کیا اپنی ماں کی باری آئی تو اپنا عالمگیر فتویٰ بھول گیا۔ اور اس مشرکہ کا جنازہ خود پڑھایا۔

وہابیہ کا یہ "طرز عمل" ہر کہیں آپ کو نظر آئے گا۔ ارمغان حجاز کے ترجمے میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے کچھ یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک وہابی حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہم رسول پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی جالی چومتے ہیں تو تم ہمیں مشرک کہہ دیتے ہو، بتاؤ کیا تم اپنے بچوں کے منہ نہیں چومتے۔ وہابی صاحب بولے، ہم انہیں خدا سمجھ کر تو نہیں چومتے، بچے سمجھ کر ہی چومتے ہیں۔ حضرت علامہ نے فرمایا، ہم بھی حضور پُرنور ﷺ کے روضہ مقدسہ کی جالی کو جالی سمجھ کر ہی چومتے ہیں خدا سمجھ کر تو نہیں چومتے۔ وہابی لاجواب ہوگئے اور دُم دبا کر بھاگ گئے۔

دیکھا، چومنا شرک خواہ حضور انور ﷺ کے روضہ مقدسہ کی جالی مبارک ہی کیوں نہ ہو، اور چومنا شرک نہیں کیونکہ بچے وہابیوں کے اپنے ہیں۔

ایک یہ ماں ہے کہ بیٹے کا نام پکار پکار کر دنیا سے رخصت ہوئی، ایک وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ نعرہ رسالت لگاتے لگاتے جنگ یمامہ میں شہادت پا گئے (دیکھئے اوپر کی سطور میں کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی کے دوران مسلمان لشکر کی پہچان ہی نعرہ رسالت تھا۔ اور یہ شہید ہونے والے بارہ سو تھے۔ ہاں ہاں یہ تھا اصل لشکر طیبہ، جو مدینہ منورہ سے یمن کے علاقے میں جہاد کیلئے گیا تھا نہ یہ دور حاضر کا جعلی لشکر طیبہ جو نعرہ رسالت کو تو شرک سمجھتا ہے مگر ہائے سعید، ہائے سعید، پکارنے والی ماں کو توحید کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے۔

جہاد کی خواہش نہ کرنے والا منافق

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے نہ تو زندگی میں کبھی جہاد کیا اور نہ جہاد کی خواہش کی اس کی موت ایک قسم کے نفاق پر ہوتی ہے۔ (مسلم)

درس قرآن

ولیوں کی حکایت

غلام مصطفی مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب الارباب اعظم شانہٗ کا ارشاد ہے

خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے رہے، انہی کیلئے دنیا کی حیات میں اور آخرت میں بشارت ہے، اللہ کی باتیں ہرگز تبدیل نہیں ہوتیں، یہی بڑی عظیم کامیابی ہے،

(سورہ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴)

اشارات

❁ قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے پاک ولیوں کی دلنشین حکایت ہے۔

❁ اَولیاء، لفظ ''ولی'' کی جمع ہے۔ قاموس میں ''ولی'' کا معنی کیا گیا ہے، قریب، محب، صدیق اور مددگار، گویا ''ولی'' ان تمام صفات ومعانی کے بحرِ ذخار کا نام ہے،

❁ حضرت علامہ ثناء اللہ مظہری فرماتے ہیں '' صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ''ولی'' اس شخص کو کہتے ہیں جسکا دل ہمیشہ ذکرِ خدا میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتا ہے، اس کے دل میں محبت خدا کے سوا کسی غیر کی گنجائش نہیں ہوتی، وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے اور اگر کسی سے عداوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے۔ (تفسیر مظہری سورہ یونس)

❁ بنیادی طور پر ولیوں کی دو قسمیں ہیں، اولاً طالب ومُرید، ثانیاً مطلوب ومُراد۔ سب اپنی شان کے مطابق مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں۔

❁ ولیوں کے ذکر سے پہلے لفظ ''الا'' استعمال ہوا جو مخاطب کو آگاہ وخبردار کرنے کیلئے ہوتا ہے، یعنی خوب سمجھنے کی کوشش کرو، جو مقام بیان ہونے والا ہے وہ بہت نازک ہے، ذرا سی کوتاہی اور معمولی بے ادبی بھی کشت ایمان کو ویران کردے گی۔ لفظ ''انّ'' میں مزید تاکید پائی جاتی ہے اور جملہ اسمیہ، دوام عظمت پر دال ہے

❁ ولیوں کی نشانیاں بھی بیان ہوئیں تاکہ پہچان مشکل نہ ہو جائے۔ اہل ولایت ایمان کے اعلیٰ مقامات اور تقویٰ کے ارفع درجات پر فائز ہوتے ہیں، وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، باقی ساری کائنات سے اُنہیں کوئی خوف وملال نہیں ہوتا۔ یہ اُن کے حسن ایمان اور کمال تقویٰ کا کتنا اعلیٰ وبڑا انعام ہے۔

❁ آجکل جاہل، نام نہاد اور تارک شریعت ''صوفی'' عوام الناس کو گمراہ کر رہے ہیں، اُن کا تصوف ولایت سے کوئی تعلق نہیں، ولی اور صوفی شریعت کا علم بردار ہوتا ہے، اس پر سب اہل حق کا اتفاق ہے۔

❁ چونکہ ''ولی'' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جلالت میں مقام قرب پر متمکن

ہوتا ہے، اس لیے اُس کے قریب ہونا چاہیے تا کہ دُور رہنے والے محبوب حقیقی کے قریب ہو جائیں، قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے، "بے شک اللہ کی رحمت احسان والوں کے قریب ہے"

۞ "ولی" حسن انجام کے مالک ہوتے ہیں، اُن سے رابطہ رکھنا، اُن کا وسیلہ پکڑنا اور اُن کی خدمت میں رہنا حسن انجام کیلئے "نسخہ کیمیا" ہے، قرآن پاک نے فرمایا "قیامت کے دن دوست بھی دشمن بن جائیں گے مگر پرہیز گار (دوست ہی رہیں گے) ولی" کو بطور مرشد ماننے کا یہی فلسفہ ہے۔

ہیں مپرلاً کہ با پر ہائے شیخ
تا بہ بینی عون ولشکر ہائے شیخ

۞ "ولی" دنیا وآخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اُس کی ہر ادا بشارتوں اور کرامتوں سے روشن ہوتی ہے۔ ظاہر ہے اللہ رب العالمین کے دوستوں کی ایسی ہی شان ہونی چاہیے، بھلا اُس قادر ومختار کو ماننے والے کس طرح بصیرت، سماعت اور اعانت کی قوتوں سے محروم رہ سکتے ہیں، بتوں کی تردید میں اُترنے والی آیات مبارکہ کو کسی صاحب کمال اور مقبول بارگاہ کی ذات مقدسہ پر چسپاں کرنا قرآن فہمی نہیں ایمان دشمنی کی علامت ہے۔

۞ گویا، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ تبدیل نہیں ہوسکتا۔ وہ ہر لحظہ مؤمن کو نئی آن اور نئی شان عطا فرماتا ہے۔ وہ سب سے بڑا انصاف کرنے والا ہے، اس کے نزدیک دوزخی اور جنتی برابر نہیں، جو اُس کے احکام پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل خاص سے جنت کی رعنائیوں میں داخل کرے گا۔

۞ اللہ تعالیٰ کا "ولی" ہونا، دنیا وآخرت کے تمام خوفوں سے نجات حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سرمدی انعامات سے سرفراز ہونا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور یہ کامیابی ایمان اور تقویٰ کا بہترین صلہ ہے۔

یا دحق اے دوست تو کن اختیار
تاشوی جد ہر دو عالم بختیار

۞ "ولی" اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام گرامی ہے، لہٰذا جو انسان مقام ولایت پر فائز ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی صفات کا مظہر کامل بن جاتا ہے۔ پیر کامل صورت ظل الہٰ۔۔۔ یعنی دید پیر دید کبریا۔

۞ "ولی" کا معنی متصرف بھی ہوتا ہے، گویا صاحب ولایت کے سامنے ساری کائنات مسخر ہوتی ہے۔ اُس کی اک نگاہ رحمت سے ہزاروں بدنصیبوں کے نصیب چمک اُٹھتے ہیں، لاکھوں شقی قلبوں کو سعادت کے جوہر ہاتھ لگتے ہیں۔۔۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

انمول موتی

☆ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو، لوگ خود بخود تمہارے ساتھ اچھا معاملہ کرنے لگیں گے۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ دنیا کی عزت مال سے ہے، اور آخرت کی عزت اعمال سے۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ جو لوگوں سے لالچ نہیں کرتا، لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ جو دین کیلئے سرگرم عمل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کردیتا ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

درس حدیث

ولیوں کی ولائیت

غلام مصطفیٰ مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس نے میرے "ولی سے دشمنی کی، میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں، جب میرا بندہ نفلوں کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے تو میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں ہی اُس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اور میں ہی اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں ہی اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں ہی اُسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور جب میرا بندہ مجھ سے کوئی بھی سوال کرتا ہے تو میں اُسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں، (بخاری عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

۞ اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

۞ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل سے کہتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اُس سے محبت کرو، جبریل بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے، تم سب بھی اُس سے محبت کرو، تمام آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اسکی مقبولیت عام ہوتی ہے، (اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو ناپسند کرتا ہے تو جبریل اور آسمان و زمین والے اُسے ناپسند کرنے لگتے ہیں)

﴿اشارات﴾

۞ ان احادیث نبویہ میں ولیوں کی ولایت کا ذکر ہے۔

۞ خدا کے ولی سے دشمنی، خدا سے دشمنی کرنے کے مترادف ہے، اور خدا سے دشمنی کرنے والا ایمان سے کبھی بہرہ ور نہیں ہو سکتا، گویا وہ محروم محض ہے، مولانا داود غزنوی کے پاس کسی غیر مقلد طالب علم نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو انہوں نے فرمایا عنقریب یہ ایمان سے خارج ہو جائے گا، پھر ایسے ہی ہوا، استفسار پر انہوں نے یہی حدیث پاک پیش کی، اور وضاحت کی کہ جنگ کے دوران ہر دشمن اپنے دشمن کی قیمتی چیز پر قبضہ کرتا ہے، اور ایمان سے بڑھ کر کوئی چیز گراں مایہ نہیں، اس لیے خالق مطلق اپنے دشمن سے ایمان کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ (حالات داود غزنوی)

۞ نوافل کی کثرت سے یہ مقام ملتا ہے تو فرائض کی مداومت پر کیا مقام ملتا ہوگا؟

۞ بندہ مؤمن کے کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور قدموں کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کا نور بے مثال قوتوں سے مالا مال کر دیتا

ہے،لہٰذا وہ قریب و بعید کی ہر آواز کو سنتا ہے، ہر چیز کو دیکھتا ہے، وہ اپنے ہاتھوں اور قدموں سے مخلوق خدا کی مشکلیں آسان کرتا ہے،

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مؤمن کا ہاتھ

غالب وکار آفریں، کارکشا، کار ساز

۞ "ولی" کی اس خداداد عظمت کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر موجود ہے، ولی آصف بن برخیا کی صورت میں آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے سینکڑوں میل کے فاصلے سے سینکڑوں من تخت بلقیس دربار سلیمانی میں پیش کرسکتا ہے، ولی صورت مریم میں خشک درخت کو ہاتھ لگائے تو تروتازہ کھجوریں جڑسکتی ہیں، بے موسی پھل بھی آسکتے ہیں، ولی، اصحاب کہف کی صورت میں صدیوں پر محیط عرصے کو عبور کریں تو اجسام مطہرہ پر مرور زمانہ کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے، ولی صورت خضر میں مستقبل کے اسرار کو مشاہدہ کرتا ہے اور کبھی ذوالقرنین کی صورت میں مشرق و مغرب کے مرحلے طے کرتا ہے، یہ سب کمالات اسی "نور خدا" کی جلوہ گری سے نصیب ہوتے ہیں۔

می شود پردہ چشم پر کاہے گاہے

دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے

منزل عشق بسے دور دراز است ولے

طے شود جادہ، صدر بہ آہے گاہے

۞ "ولی" اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ اور محبوب سے کوئی چیز پوشیدہ رکھنا شان محبت کے خلاف ہے، وہ جو کچھ مانگتا ہے اسے مل جاتا ہے، اسی لیے اس سے دُعا کرانا، توجہ حاصل کرنا اور اُسے راضی رکھنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

۞ ولی کے تذکرے آسمانوں اور زمینوں میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ خدا بھی اُن کا ذکر کرتا ہے، خدائی بھی اُن کا ذکر کرتی ہے۔ یہ "اُذکرکم" کی عملی تفسیر ہے۔ ولی خود صاحب ذکر ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہتا سعید بن جاتا ہے۔

آنا کہ چشم مست بصد حیلہ وا کنند

سنگ را ولیکند، مگس را ہما کنند

۞ "ولی" کسی بھی سلسلہ سے متعلق ہو، اُس کا احترام کرنا سب پر فرض ہے، لہٰذا مریدان سلسلہ کو چاہیے کہ تعصب و عناد کو ہوا نہ دیں اور خلوص کے ساتھ سب کے آداب بجالاتے رہیں

﴿ضروری گزارش﴾

قارئین کرام! "مجلۃ الحقیقہ" سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو مجلۃ الحقیقہ کا مستقل رکن بنائیں اور اپنے بقایا جات کی ادائیگی بروقت کردیا کریں تا کہ مجلّہ ھذا کی اشاعت و ترقی کو کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(شکریہ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نظریات

مرتبہ محمد صدیق ضیاء

شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے ماہ محرم الحرام میں وصال فرمایا، اس مناسبت سے آپ کے چند ایمان افروز نظریات کا مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

طریقت اور آداب طریقت

خدائے بزرگ وبرتر نے فرمایا:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ۔

اور تو بھی اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (کنز الایمان)

تو گویا ایسے "مردان حق" ہیں جن کی نیک اور پسندیدہ راہ پر عمل کا حکم ہو رہا ہے ان عارفین وکاملین میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ وہ ایک نامور اور مسلمہ شخصیت ہیں۔ آجکل کئی گروہ ان کے نظریات کو اپنے اپنے من پسند تبصروں کے ساتھ اپنے ہی نو ایجاد عقائد ومعمولات کی تائید میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

ہم بھی ان کے نظریات ومعمولات مثلاً ضرورت مرشد، بیعت کاملین، خرقہ واجازت (خلافت)، آداب اولیاء، فیضان اولیا، تصور شیخ اور مراقبہ وغیرہ کے بارے میں ان کی چند عبارات کا اردو ترجمہ نقل کر رہے ہیں۔ ہم تبصرہ نہیں کریں گے۔ قارئین کرام سیاق وسباق پر خود غور فرمائیں۔ انشاء اللہ مذہب مہذب اور مسلک حق کی ایک واضح تصویر نظر آجائیگی۔

ضرورت مرشد: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

"شیخ ابو علی دقاق قدس سرہ نے کہا ہے کہ جو درخت خود بخود اُگتا ہے۔ اس کا ثمر نہیں ہوتا اور جو اس میں ثمر لگا بھی تو اس میں لذت نہیں ہوتی اور سنت الٰہی جاری ہے اس پر کہ کوئی سبب ہو تو جیسے ظاہری توالد وتناسل بے ماں اور باپ کے نہیں حاصل ہوتا اس طرح توالد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے۔ رسالہ مکیہ میں لکھا ہے۔ مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَالشَّیْطَانُ شَیْخُہٗ یعنی جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا شیطان پیر ہے (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۳۳)

شاہ صاحب کی بیعت اور خرقہ خلافت:

حضرت شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ "اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو ارتباط بیعت صحبت وخرقہ وفیض۔ توجہ وتلقین علم باطن میں آنحضرت ﷺ سے ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی حضور میں حاضر ہوا ہے اور روبرو آنحضرت ﷺ کے بیٹھا ہے۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک گریبان مراقبہ سے اٹھایا اور آپ نے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے، بیعت اور مصافحہ کیلئے یہ فقیر اٹھا اور زانو بزانو متصل بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ آنحضرت ﷺ کے دونوں

مبارک ہاتھوں میں رکھے اور بیعت کی۔۔۔ اور ظاہر میں بھی اس فقیر (شاہ ولی اللہ) بیعت اور صحبت ورخرقہ اور اجازت اور تلقین اشغال کے سب امور یا ان میں سے بعض امور اور سب خانوادوں (قادریہ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، شطاریہ، شاذلیہ، عیدروسیہ) طریقہ سے جو آج کے دن روئے زمین پر مشہور ہیں یا ان میں سے اکثر سے ربط حاصل ہے" (انتباہ مترجم ص ۵ تا ۹)

"فقیر (شاہ ولی اللہ) ایک مدت حضرت والد بزرگوار کی صحبت میں رہا ہے اور بیعت کی ہے۔" (انتباہ مترجم ص ۱۰)

شاہ صاحب کے والد صاحب کی بیعت:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق آپ کے والد شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ شیخ عبدالعزیز قدس سرہ کو میں (شاہ عبدالرحیم) نے خواب میں دیکھا۔ فرمایا بیٹا کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ تمہیں قبول (نہ) فرمالیں پھر تمہیں اختیار ہے میں شاہ عبدالرحیم) نے۔۔۔ خواجہ خرد (فرزند حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہم) سے تعبیر پوچھی۔۔۔ فرمایا تمہیں خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات سے بیعت میسر آئے گی۔ (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ اس کے بعد اس حقیقت کا منتظر تھا اور درود شریف پڑھنے میں بہت زیادہ مصروف رہتا تھا ایک رات میں درود شریف پڑھ رہا تھا کہ چاند کے نور کی مانند ایک نور ظاہر ہوا۔۔۔ مجھے آنحضرت ﷺ کی حضوری حاصل ہوئی، اور آپ نے میری بیعت قبول فرمائی اور مجھے نفی واثبات کی تلقین فرمائی، اس کے بعد افاقہ ہوگیا۔ چند دنوں کے بعد میں نے خواجہ خرد کی خدمت میں عرض کیا جو مقصد تھا حاصل ہوگیا۔ اب میری اصلاح کی کیا صورت ہے فرمایا ظاہر میں کسی سے بیعت ہونا چاہیئے۔۔۔ اور ان کی ہدایت کے مطابق شیخ آدم بنوری کے خلفاء میں سے سید عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔ باوجودیکہ ان پر علیحدگی اور تنہائی کا غلبہ تھا۔ پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے بیعت قبول فرمائی (انفاس العارفین اردو ص ۲۲،۲۳)

شاہ صاحب نے تحریر فرمایا

"واضح ہو کہ حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ نے سیر نور العلٰی کے ساتھ بہت محبت رکھی ہے۔ اور ان سے کلاہ اور خرقہ حاصل کیا ہے) (انفاس العارفین اردو ص ۴۹)

ایک عورت کی بیعت: (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ) فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پھلت (شاہ ولی اللہ کے ننھیال) میں تھا۔ مجھے ایک درجہ دکھایا گیا کہ یہ مقام اس شخص کا ہے جو آج تمہاری بیعت کرے گا۔ اس دن ایک عورت بیعت کیلئے تیار ہوئی اور شرینی وغیرہ بھی جیسا کہ دستور ہے مہیا کرلی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ یہ عورت اس درجہ کے لائق نہیں زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اُسے عورتوں کا عارضہ ہوگیا۔ اور یہ دولت حاصل نہ کرسکی۔ ایک دوسری صالحہ عورت نے وہ تمام چیزیں اس سے خرید لیں۔ اور بیعت کی" (انفاس العارفین اردو ص ۷۰)

تصور شیخ: حضرت شاہ صاحب پھر فرماتے ہیں کہ

"تصور باندھ اپنے شیخ (مرشد) کا اپنے خیال میں جو تیرا مربی (تربیت فرمانے والا) ہے کیونکہ اُمید ہے اس کی برکت سے

پریشانی جاتی رہے اور سکون حاصل ہو'' (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۴۷)

مراقبہ: آگے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

''اور یہ مطلوب ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اس کے بعد ذکر کے ''الرفیق ثم الطریق'' انہی کے حق میں ہے اور نفی خطرات کیلئے بہت اثر رکھتی ہے بلکہ حضرت سلطان الموحدین و برہان العاشقین حجۃ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز ایسا فرماتے تھے کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے آب وگل کے پردے ہیں۔ اور جو صورت مرشد کی خلوف میں نمودار ہوتی ہے وہ مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔ بے پردہ آب وگل کے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ صُوْرَۃِ الرحمن وَمَن رَّاٰنِی فَقَد رَاَی الحَقَّ۔ اس کے حق میں درست ہوا ہے'' (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۹۲،۹۳)

رابطہ طریقت میں اولیاء کا ادب: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''اولیاء کا ادب یہ ہے کہ ان کی مجلس میں اپنے خیالات کی حفاظت کرنے ان کے حضور میں بلند آواز سے نہ بولے۔ ان کے حضور نماز نوافل نہ پڑھے ہاں ان کے ساتھ اگر پڑھے تو بہت اچھا ہے۔ ان کے کلام کے درمیان بول نہ اٹھے بلکہ جب تک وہ خود نہ پوچھیں کچھ نہ کہے اور جس کو وہ مکروہ جانیں اسے آپ بھی مکروہ سمجھے اور ان کے گھر میں ان کے اسباب اور خرچ اخراجات کی طرف نظر نہ کرے اور دل میں وسوسہ نہ لائے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۵۸)

بقیہ تعلیمات مجددیہ

رضی اللہ عنہا اور حضرات امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضور ﷺ تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام نیاز پیش کیا تو حضور ﷺ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔

بعد ازاں حضرت عائشہ اور تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن کو جو اہل بیت ہیں شریک کر لیتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا۔

(دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۶)

کرامات اولیاء کے نقلی دلائل

از حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ

ترجمہ۔ محمد حسین آسی نقشبندی حسینی

سید ہجویر، مخدوم امم حضرت سیدنا علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف کشف المحجوب شریف کے روشن وتابناک صفحات سے کرامات اولیاء کے دلائل پیش قارئین ہیں۔ ماہ صفر المظفر کی نسبت سے ایک دلآویز تحریر۔

۲۰،۱۹ صفر المظفر کو حضرت داتا گنج بخش سیدنا علی بن عثمان ہجویری رضی اللہ عنہ کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے اسی مناسبت سے ہم نے کشف المحجوب کے ایک اقتباس کا سلیس وسادہ ترجمہ کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ کچھ نہ کچھ اندازہ کرسکیں گے کہ اولیاء اللہ کے عقائد کیا تھے۔ نیز ان کی کتاب وسنت پر کتنی گہری نظر تھی اس میں محض نقلی (یعنی علمی وکتابی، دلائل ہیں، اس سے پہلے آپ نے بڑی تفصیل سے کرامت پر عقلی دلائل بھی دیئے ہیں۔)

جان لیجئے کہ کرامات کو (گزشتہ صفحات میں) عقلی دلائل سے تو ثابت کردیا گیا ہے۔ اب کتابی دلائل بھی تمہیں معلوم ہونے چاہئیں، چنانچہ کتاب وسنت کی روح سے اولیاء کے ہاتھ پر ناقضِ عادات افعال (یعنی کرامات) کا ہونا جائز ہے اوران کا انکار کتاب وسنت کے واضح ارشادات کا انکار ہے۔

قرآن اور کرامات

(۱) خداوند عزوجل نے کتاب پاک میں فرمایا۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط

ترجمہ۔ اور (اے بنی اسرائیل) ہم نے تم پر بادل کو سائبان بنایا اورتم پر من وسلویٰ اُتارا۔

(گویا) بادل ہمیشہ ان کے سر پر سایہ رکھتا اور من وسلویٰ ہر رات تازہ نمودار ہوتا (یہ کرامت ہی تو ہے) اگر کوئی منکر کہے کہ وہ تو موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات حضرت محمد ﷺ کے معجزے ہیں۔ اگر وہ کہے کہ یہ کرامات تو حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد ہیں لہٰذا ان کا معجزہ ہونا ضروری نہیں اور وہ (بادل کا سایہ اور من وسلویٰ) کا اُترنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔ ہم (اس کے جواب میں کہتے ہیں) کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان سے غائب ہوگئے اور طور پر تشریف لے گئے۔ یونہی ہوتا رہا (یعنی بادل کا سایہ اور من وسلویٰ کا نزول جاری رہا) پس غائب ہونا زمانے کے اعتبار سے ہو یا مکان کے اعتبار سے (ایک ہی بات ہے) اگر وہاں معجزہ غیبت مکانی کے باوجود بھی جائز رہا تو یہاں غیبت زمانے کے اندر بھی واقع ہورہا ہے۔

تخت بلقیس

(۲) پھر ہمیں آصف برخیا کی کرامت بتائی کہ جب پیغمبر سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کے آنے سے پہلے ان کا تخت حاضر خدمت کیا جائے اور خداوند کریم چاہتا تھا کہ دنیا کو حضرت آصف کی بزرگی دکھائے اور ان کی کرامات ظاہر کرے اور دنیا والوں کو بتائے کہ اولیاء کی کرامات (کا عقیدہ) درست ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا، کون ہے جو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں حاضر کرے۔ خدائے عزوجل نے ہمیں خبر دی کہ (اس کے جواب میں) قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۔ یعنی ایک جن نے عرض کی کہ میں آپ کے یہاں سے اٹھنے سے پہلے تخت لائے دیتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس سے زیادہ جلدی چاہیے۔ حضرت آصف بولے۔ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ (الایہ) یعنی میں آپ کے پلک جھپکنے سے بھی قبل اسے حاضر کئے دیتا ہوں۔ پس آپ نے جب اسے دیکھا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کو اپنے سامنے دیکھا۔ اس کے آگے قرآن پاک کے مطابق آپ نے شکر ادا کیا۔ اس بات سے حضرت ناراض نہ ہوئے نہ اس کا انکار کیا اور نہ اسے ناممکن خیال فرمایا اور یہ کسی صورت بھی معجزہ نہیں تھا کیونکہ حضرت پیغمبر نہیں تھے۔ یقیناً یہ کرامت ہے۔ اگر معجزہ ہوتا تو اس کا ظہور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوتا۔

حجرہ مریم

(۳) قرآن نے ہمیں مریم علیہا السلام کی کہانی بیان کرتے ہوئے یہ خبر بھی دی کہ جب زکریا علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے تو گرمیوں کے موسم میں سردیوں والا پھل اور سردیوں کے موسم میں گرمیوں والا پھل دیکھتے۔ چنانچہ پوچھتے اَنّٰى لَكِ هٰذَا (اے مریم! یہ میوے تمہارے پاس کہاں سے آئے؟) جواب دیتیں هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (اللہ کی طرف سے) سب کا اتفاق ہے کہ جناب مریم پیغمبر نہیں تھیں۔

تازہ کھجوریں

(۴) خدائے عزوجل نے بڑی صراحت سے ان کی یہ خبر بھی دی ہے کہ (انہیں حکم ہوا)

وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔

ترجمہ۔ (اے مریم!) اور اپنی طرف اس کھجور کے درخت کی ڈالی ہلاؤ۔ یہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا اور پھر یونہی ہوا)

کرامات اصحاب کہف

(۵) اصحاب کہف کے حالات، کتے کا ان سے بولنا، ان کی نیند اور غار میں انہیں سوتے ہوئے دائیں بائیں پلٹنا (جیسا کہ قرآن پاک میں ہے) وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ ۔ (الایتہ)

ترجمہ۔ اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ بدلتے ہیں اور ان کا کتا

اپنے بازو پھیلائے غار کے دہانے پر ہے۔ یہ تمام کام عادات کے خلاف ہیں اور ظاہر ہے کہ معجزہ نہیں تو انہیں کرامت ہی ہونا چاہیئے۔

کرامت کی مختلف قسمیں

ہو سکتا ہے کہ یہ کرامت مصیبت کے وقت ناممکن نظر آنے والے امور کے حصول کیلئے دعا کی قبولیت کی شکل میں ہو یا یہ کہ بہت سا فاصلہ گھڑی دو گھڑی طے کر لیا جائے یا یہ کسی ایسی جگہ سے کھانا آئے جو عقل و فکر سے بالاتر ہو یا یہ کہ مخلوق کے قلبی خیالات پر اطلاع ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

احادیث اور بیان کرامات

حضور اکرم ﷺ کی صحیح احادیث میں غار والی حدیث بھی ہے

۱۔ غار والا واقعہ:

وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی اے یا رسول اللہ! ہمیں گزشتہ اُمتوں کا کوئی عجیب واقعہ سنائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم سے پہلے ایک واقعہ یہ ہے کہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے۔ رات پڑ گئی تو ایک غار تلاش کر کے اندر سو گئے۔ کچھ رات گزری تھی کہ اوپر پہاڑ سے ایک پتھر گرا اور اس غار کے دروازے کو بند کر دیا (بیچارے) حیران و پریشان ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے ہمیں کوئی چیز رہائی نہیں دے گی۔ سوائے اس کے کہ کسی پر خلوص نیکی کو خدا کی بارگاہ میں بطور شفیع پیش کریں (یعنی اپنی کسی نیکی کے وسیلے سے دعا کریں)

چنانچہ ایک بولا! میرے ماں باپ موجود تھے اور ایک بکری کے سوا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ اس کا دودھ میں انہیں پلا دیتا تھا اور ہر روز جنگل سے ایندھن کا ایک گٹھا لا کر فروخت کرتا اور کھانے میں خرچ کرتا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی اور میرے دودھ دوہتے اور اس میں طعام ملانے تک وہ دونوں سو گئے۔ پیالہ میرے ہاتھ میں رہا اور میں کوئی چیز کھائے بغیر پاؤں پر کھڑا رہا اور ان کی بیداری کا منتظر رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ جاگے اور انہوں نے کھانا کھایا پھر میں بیٹھا، اب اے اللہ التجا یہ ہے کہ اگر میں نے سچ بولا ہے تو کشائش فرما (یعنی راستہ کھول دے) اور میری فریاد کو پہنچ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس پر وہ پتھر کچھ ہلا اور سوراخ ظاہر ہوا۔

دوسرے نے کہا! میرے چچا کی لڑکی بڑی خوبصورت تھی اور مجھے ہر وقت اُسی کا خیال رہتا تھا۔ میں اسے بلاتا مگر وہ نہ مانتی۔ حتیٰ کہ مختلف بہانوں سے ایک بار اسے ایک سو بیس دینار بھیجے تاکہ ایک رات میرے ساتھ گزارے جب وہ میرے نزدیک آئی مجھ پر خدا کا خوف طاری ہو گیا اور میں اس سے دستبردار ہو گیا بلکہ وہ رقم بھی اُسی کے پاس رہنے دی۔ یا خدایا! اگر میں اپنی بات میں سچا ہوں تو راستہ کھول دے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ پتھر پھر ہلا اور سوراخ زیادہ ہو گیا ابھی وہ باہر نہیں آ سکتے تھے۔

تیسرا بولا! میرے پاس کچھ مزدور کام کرتے اور کام ہونے پر اپنی تمام مزدوری لے جاتے۔ ایک دفعہ ایک مزدور غائب ہو گیا تو میں نے اس کی مزدوری سے ایک بھیڑ خرید لی۔ دوسرے سال دو اور تیسرے سال چار بھیڑیں ہو گئیں۔ ہر سال یونہی اضافہ ہوتا رہا اور چند سالوں میں اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔ اب وہ

مزدور بھی (کہیں سے) آ گیا اور آ کر کہنے لگا کہ کیا آپ کو یاد ہے میں نے ایک بار یہاں مزدوری کی تھی۔ اب مجھے ضرورت ہے (میری رقم عنایت فرمائیے) میں نے اسے جواب دیا۔ انہیں لے جا یہ سب تیری بھیڑیں ہیں۔ بولا کیا آپ کو ناگوار گزرا؟ میں نے کہا نہیں، سچ کہتا ہوں، سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا اور وہ لے گیا۔ اب اے اللہ! میرا بیان سچ ہے تو مجھ پر رحمت فرما۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ پتھر غار کے دروازے سے اور پرے ہو گیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔ یہ فعل عادت کے برعکس ہے اور اسے بھی کرامت ہی کہنا ہوگا۔

۲۔ بچپن میں کلام کرنے والے بچے:

حضور ﷺ کی حدیث پاک کی وجہ سے جریج راہب کا واقعہ مشہور ہے اور اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ پنگھوڑے میں تین کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام (اور اس بات کو تم جانتے ہو) اور دوسرا (وہ جس نے ایک راہت کی گواہی دی تھی) بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا جریج نامی۔ بڑا مجاہدہ کرتا تھا۔ اس کی ماں مستورہ تھی۔ ایک دن بیٹے کو ملنے آئی تو وہ نماز میں تھا اس لئے گرجے کا دروازہ نہ کھول سکا۔ دوسرے اور تیسرے روز بھی یونہی ہوتا رہا۔ چوتھے دن بھی یونہی ہوا تو بولی اے خدا میرے بیٹے کو بدنام کرنے اور میرا حق ادا نہ کرنے کی بناء پر اس کی گرفت کر۔ اس زمانے میں ایک فاحشہ عورت تھی جس نے ایک گروہ سے جریج کو بہکانے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کے گرجے میں گئی مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ پھر وہ ایک چرواہے سے فعل حرام کی مرتکب ہو کر حاملہ ہو گئی۔ جب وہ شہر میں آئی تو لوگوں سے کہنے لگی کہ یہ جریج کا فعل ہے جب بچہ پیدا ہو گیا تو لوگوں نے جریج کے گرجے پر دھاوا بول دیا اور اسے پکڑ کر سلطان کی سرائے کے دروازے پر لے آئے جریج نے اس لڑکے سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بولا! اے جریج میری ماں تجھ پر جھوٹ باندھ رہی ہے۔ میرا باپ تو ایک چرواہا ہے۔

تیسرا بچہ (جس نے بچپن میں کلام کیا) وہ تھا جسے ایک عورت لئے گھر کے دروازے پر بیٹھی تھی۔ ایک خوب صورت اور خوش پوش سوار ادھر سے گزرا تو عورت بولی اے خدا تو میرے اس بیٹے کو اس سوار جیسا بنانا۔ بچے نے کہا! یا رب مجھے ایسا نہ بنانا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک بدنام عورت گزری تو بچے کی ماں پھر بولی۔ مولا! میرے اس بیٹے کو اس عورت جیسا نہ بنانا۔ بچے نے دعا کی یا رب! مجھے اس عورت جیسا کر دینا۔ ماں حیران ہو کر بولی بیٹے تو یوں کیوں کہتا ہے؟ بیٹے نے کہا اس لئے کہ یہ سوار سخت جابر و ظالم ہے اور یہ عورت نیک ہے البتہ لوگ اُسے بُرا کہتے ہیں اور اس (سوار) کو جانتے ہیں۔ میں ظالموں کی بجائے مصلحوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

۳۔ حضرت زائدہ کی کرامات:

ایک اور معروف حدیث حضرت عمر بن الخطاب کی کنیز حضرت زائدہ رضی اللہ عنہا کے متعلق۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور سلام عرض کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تو اکثر دیر کے بعد کیوں آتی ہے حالانکہ تجھ پر خدا کی رحمت ہے اور میں تجھے پسند کرتا ہوں۔ بولیں یا رسول اللہ! آج ایک عجیب و غریب

واقعہ سنانے آئی ہوں فرمایا وہ کیا؟ کہنے لگیں حضور! آج صبح میں ایندھن کی تلاش میں گئی گٹھا باندھ کر ایک پتھر پر رکھا کہ اٹھاؤں تو ایک سوار کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر آیا۔ اور سلام کر کے کہنے لگا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں سلام کے بعد کہنا کہ رضوان خازن جنت نے عرض کیا ہے بشارت ہو کہ جنت آپ کے اُمتیوں کیلئے تین حصوں میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ ایک گروہ بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا۔ دوسرے گروہ کا داخلہ آسان حساب کے بعد ہوگا۔ اور تیسرے گروہ کی بخشش حضور کی شفاعت سے ہوگی (صلی اللہ علی شفیعنا وسیدنا محمد) یہ کہا اور پھر آسمان کی طرف چلا گیا ابھی آسمان اور زمین کے برابر ہی تھا کہ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اس نے جب دیکھا کہ میں گٹھا نہیں اٹھا سکتی تو کہنے لگا اے زایدہ! گٹھے کو پتھر پر رہنے دو اور اب پتھر سے یوں مخاطب ہوا، اے پتھر! یہ گٹھا زایدہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے تک لے جا۔ وہ پتھر ایندھن کا گٹھا یہاں تک لے آیا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ اٹھے اور صحابہ کرام کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے تک تشریف لائے اور پتھر کی آمد ورفت کا نشان ملاحظہ فرما کر فرمایا الحمد للہ! خدا نے مجھے دنیا سے باہر نہیں نکالا۔ جب تک رضوان نے مجھے میری امت کے بارے میں بشارت نہیں دی اور جب تک میری امت سے ایک عورت کو مریم کے درجے تک نہیں پہنچایا (یعنی خدا کا شکر ہے کہ وصال سے پہلے ہی رضوان نے بشارت دے دی ہے اور خدا نے ایک عورت مذکورہ کو مقام بخش دیا ہے)

۴۔ حضرت علاء الحضرمی : مشہور ہے کہ حضور رسول خدا ﷺ نے حضرت علا بن الحضرمی کو ایک غزوے میں بھیجا راستے میں دریا کا بھی ایک حصہ ہے۔ سب نے پانی پر قدم رکھا اور گزر گئے مگر کسی ایک کا بھی قدم تر نہ ہوا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ ایک راستے پر تشریف لے جا رہے تھے کہ دیکھا شیر ایک گروہ کا راستہ روکے کھڑا ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا اُو کتے۔ اگر تجھے خدا کا حکم مل چکا ہے تو اس پر عمل کر ورنہ ہمیں جانے دے شیر اٹھا تعظیم وتواضع کر کے چلا گیا۔

۶۔ حضرت ابراھیم پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں بھی عام روایت ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو اوپر ہوا میں بیٹھا دیکھا آپ نے پوچھا اے خدا کے بندے یہ درجہ تجھے کیسے ملا؟ بولا ایک مختصر سی وجہ سے فرمایا وہ کیا؟ بولا۔ میں نے دنیا سے منہ پھیر لیا اور خدا کا تابع فرمان ہو گیا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا۔ اب تجھے کیا چاہیئے ؟ ہوا میں ٹھہروں تا کہ مخلوق سے دل الگ ہی رہے۔

۷۔ ھیبت فاروقی : جب ایک جوان مدینہ منورہ آیا اور بارگاہ فاروقی میں حاضر ہونے کی غرض سے نکلا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ امیر المؤمنین کسی ویرانے میں آرام فرما رہے ہوں گے۔ گیا اور آپ کو دیکھا کہ مٹی پر سوئے ہیں اور درہ سر کے نیچے رکھا ہے۔ دل میں سوچنے لگا کہ سارے جہان میں اسی سے فتنہ پھیل رہا ہے اب اسے مارنا میرے لئے بہت آسان ہے۔ چنانچہ تلوار سونت لی مگر اسی وقت دو شیر ظاہر ہو گئے وہ اس کی طرف بڑھے تو وہ فریاد کرنے لگا۔ سیدنا عمر بیدار ہوئے اس نے قصہ سنایا اور مسلمان ہو گیا۔

۸۔ حضرت خالد بن ولید کی کرامات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراق کے علاقے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوسرے ہدیوں کے ساتھ ایک ڈبیہ بھی پیش کی گئی جس میں زہر قاتل تھا اور (کہا گیا کہ) کسی بادشاہ کے خزانے میں بھی ایسا سخت زہر نہیں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے کھولا۔ زہر کو ہتھیلی پر رکھا بسم اللہ پڑھی اور اپنے منہ میں اسے انڈیل لیا مگر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا لوگ حیران رہ گئے اور کئی ایک راہ راست پر بھی آ گئے

۹۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بندگان خاص میں ایک سیاہ فام بزرگ ویرانوں میں رہتے تھے۔ ایک دن میں بازار سے ایک چیز خرید کر ان کے پاس لے گیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ یہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یہ کھانا ہے اس لئے لایا ہوں کہ شاید آپ کو اس کی ضرورت ہو (حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ) اس بزرگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور میری حرکت پر ہنسا۔ میں نے دیکھا کہ ان دیواروں کے پتھر اور ڈھیلے سب سونا بن گئے میں اپنے کئے سے پریشان ہو گیا۔ جو ساتھ لے گیا تھا۔ اسے وہیں چھوڑ کر ان کی ہیبت سے بھاگ آیا۔

۱۰۔ حضرت ابراھیم ادھم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک چرواہے کے پاس سے گزرا اور اس سے پانی مانگا۔ اس نے کہا میرے پاس تو دودھ ہے۔ تو کہاں سے پانی چاہتا ہے۔ میں نے کہا پانی ہی چاہیئے۔ اس نے اٹھ کر پتھر پر عصا مارا اور اچھا پاکیزہ پانی اس سے نکل آیا۔ مجھے حیرت ہوئی۔ کہنے لگا مجھ پر حیران نہ ہو کیونکہ جب بندہ خدا کا فرمانبردار ہو تو سارا جہان اس کا فرمانبردار بن جاتا ہے۔ (یہاں پر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصل الفاظ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

"چوں بندہ حق را مطیع باشد، ہمہ عالم مطیع وے باشد (ص ۳۵۳)

اسی جملے میں کئی مسائل کا حل موجود ہے۔ شیخ سوہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تو ہم گردن از حکم داور پیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ۔ سوچیئے ان خیالات کی روشنی میں شرک کا وہم کہاں تک جائز ہے۔")

۱۱۔ دو صحابی: حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کھانا کھا رہے تھے اور پیالے کی تسبیح سن رہے تھے۔

۱۲۔ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کسی زمانے میں تیس دن میں صرف ایک کھانا کھایا کرتا تھا۔ (ان دنوں، ایک صحرا میں سفر کر رہا تھا کہ تیسرے روز کمزوری محسوس ہوئی۔ کھانا پاس نہیں تھا اور طبیعت نے عادت کے مطابق اس کی طلب کی۔ آخر ایک جگہ بیٹھ گیا تو ہاتف غیب نے آواز دی اے ابوسعید بتا کیا چاہتا ہے۔ کھائے بغیر سستی دور کرنے کا کوئی سبب یا کھانا یا طاقت؟ میں نے کہا کھائے بغیر سستی دور کرنے کا سبب۔

انمول موتی

میٹھی زبان بے شمار دشمنوں سے بچاتی ہے۔

(شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

محتاجوں سے مہنگا مال خریدنا احسان میں ہے اور صدقے سے بہتر ہے۔

(امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

احکام شریعت

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ لفظ ندا اور وسیلہ کا ثبوت اور دلائل

۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے فحول و مفتیان ذوی العقول اس مسئلہ میں کہ کہنا "یا رسول اللہ، یا ولی اللہ" کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کو "یا مشکل کشا علی" وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مرحمت فرمایئے تا کہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھادوں اور عربی آیت وحدیث جہاں آئے اس کا ترجمہ بزبان اردو تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب: جائز ہے جبکہ انہیں بندہ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی والمدبرات امر۔ اسے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم ﷺ نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں:

یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی هذه لیقضی لی.

ترجمہ۔ یا محمد ﷺ! میں حضور کے وسیلے کے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت کیلئے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو۔

اور بعض روایات میں ہے۔

لتقضی لی یا رسول الله.

تا کہ حضور میری یہ حاجت پوری فرمادیں۔

ان نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی۔ انہوں نے بعد نماز یوں ہی ندا کی یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ ان کی حاجت بھی پوری ہوئی۔ پھر علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجات کیلئے لکھتے آئے نیز حدیث میں ہے

اذا اراد عونا فلیناد اعینونی یا عباد اللہ.

جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو پکارے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے۔

قولهم یا شیخ عبدالقادر نداء فما الموجب لحرمته.

یا شیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے۔ اس کے حرام ہونے کا کیا سبب ہے۔

مسئلہ انگوٹھے چومنا

۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت لینے نام پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام

پاک آنحضرت کا آتا ہے چومتے ہیں از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب: اذان میں نام اقدس حضور سید عالم ﷺ سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ ردالمختار میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانیة منها قرت عینی بک یا رسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابها مین علی یعنین فانه صلی الله تعالی علیه وسلم یکون قائداله الجنة. کذا فی کنز العباد اه قهستانی ونحوه فی الفتاویٰ الصوفیه.

ترجمہ۔ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشهد انّ محمد رسول الله سنے صلی الله علیک یا رسول الله کہے اور جب دوبارہ سنے قرت عینی بک یا رسول الله۔ یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی یارسول اللہ۔ پھر کہے اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر الٰهی۔ مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی کریم ﷺ اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب "منیرالعین فی حکم تقبیل الابہامین" لکھی ہے۔ جس نے مانعین کے تمام شبہات بحمد اللہ تعالیٰ دفع کیے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دیئے مگر خطبے میں نہ چاہیے کہ وہاں محض خموشی کا حکم ہے۔

کما بیناه فی فتاونا والله سبحنهٗ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مزارات اولیاء کی تعظیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ **چراغ جلانا مزارات اولیاء کرام پر روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور چادریں چڑھانا بزرگوں کی زیارتوں پر مع باجہ** کے جیسا کہ آج کل فی زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں۔ چادریں رنگین سبز سرخ مع باجہ کے لاتے اور چڑھاتے ہیں اور جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں۔ ان کی قبروں پر رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں۔ پس یہ از روئے قرآن وحدیث درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب: اقول وباللہ التوفیق، اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "انما الاعمال بالنیات"۔ اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے۔ اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال الله تعالیٰ ولا تسرفوا ان الله لا یحب المسرفین. اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعه. رواه مسلم عن جابر رضی الله تعالی عنهما.

ترجمہ۔ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو ضرور پہنچائے۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال الله تعالیٰ.

ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب.

ترجمہ۔ جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم حرمت الله فذالک خیر له عند ربه.

ترجمہ۔ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے اس کے رب کے پاس۔

اور قبور اولیائے کرام وعباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مؤمنین ضرور مستحق ادب وتکریم ہیں، ولہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع، امام احمد وحاکم وطبرانی مسند مستدرک کبیر میں عمارہ بن خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی

رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسًا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک.

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا۔ فرمایا او قبر والے قبر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد کی روایت یوں ہے۔

رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکنا علی قبر فقال لا تؤذ صاحب ھذا القبر ولا تؤذہ.

ترجمہ۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے دیکھا۔ فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا اسے نہ ستا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم.

ترجمہ۔ یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

رواہ ابن ماجہ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید.

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی وگستاخی اور حق میت میں تصرف ودست اندازی ہے۔ قنیہ وغیرہا میں امام علاء ترجمانی سے ہے: یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیّت. حدیث والمتخذین علیھا المساجد والسّرج۔ کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر۔ کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہٰذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے۔ مجمع بحار الانوار میں ہے۔

من اتخذ مسجدا فی جوار صالح اوصلی فی مقبرۃ قاصدا بہ الاستظہا د بروحہ او وصول اثر من اثار او تہ الیہ لا التوجہ نحوہ والتعظیم لہ فلاحرج فیہ الا یری ان مرقد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فی لحجرا المسجد الحرام والصلوٰۃ فیہ افضل.

ترجمہ۔ یعنی جو کسی نیک بندے کے قریب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے نہ یہ کہ نماز میں اسکی طرف منہ کرے یا نماز سے اسکی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے۔

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے والا ففیہ باذام ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمہ اللہ تعالیٰ بالتساھل فیہ کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کیلئے بیٹھا ہے، نہ وہ قبر سر راہ واقع ہے، نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض کسی منفعت ومصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے

خالی ہو اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم اعتقاد بھی فاسد ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر وہاں مسجد ہے، یا تالیان قرآن یا ذاکران رحمٰن کیلئے روشن کریں، یا قبر سرِ راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و اجلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے۔ بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے۔

ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیہ.

ترجمہ۔ اگر مزار کے قریب مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تلاوت اور ذکر کیلئے چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں۔

(امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

ھذا کلہ اذا خلا من فائدۃ واما اذا کان موضع القبور مسجدا او علی طریق او کان ھناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیمًا لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدًا کاشراق الشمس علی الارض اعلامًا للناس انہ ولی لیتبرکو ابہ ویدعو اللہ تعالٰی عندہ فیستجاب لھم فھو امر جائز لا منہ والاعمال بالنیات.

ترجمہ۔ یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر راہ گزر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح پرتو ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر۔ اس کی تعظیم کیلئے شمعیں روشن کریں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے۔ جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ مطوالع النور فی حکم السرج علی القبور میں اس مسئلہ کو روشن تر لکھا و باللہ التوفیق۔ انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے۔ عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک زیرپا ہے، یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے اور بارہا دیکھا کہ جہاں قبروں پر بیٹھ کر جوا کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

لہٰذا دردمندان دین نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے، ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفتِ عظیم سے بچانے کیلئے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں، تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بیباکانہ برتاؤ کر کے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر ہے اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ ان شاید بے حرمتوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے، روشنی کرنے، امتیاز دینے، قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں۔ یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خار ہے۔ والعیاذ

باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے رسالہ مذکورہ میں ان مسائل کو آیہ کریمہ ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین ۔ سے استنباط کیا ہے۔ **وللہ الحمد۔**

سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں۔

لکن نحن الأن نقول ان کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتیٰ لا یحتقر و اصاب هذا القبر الذی وضعت علیه الثیاب والعمائم لجلب الخشوع والادب ولقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبهم نافرة عند الحضور فی التادب بین یدی اولیاء الله تعالیٰ المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتهم المبارکة عند قبورهم فهو امر جائز لاینبغی النهی عنه لان الاعمال بالنیات ولکل امریء مانوی۔

ترجمہ۔ لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کی تعظیم پیدا کرنی ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع وادب آئے کہ مزارات اولیاء کے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کیلئے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے۔ جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لیے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔

چادروں کے سبز وسرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ ریشمی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں البتہ باجے ناجائز ہیں اور جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کیلئے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو خدام، مساکین، حاجت مند لے لیتے ہیں، اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔

فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ قبر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نیاز اور فاتحہ

۱۲، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ۔ راہبران دین ومفتیان شرع متین کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟ اور نیاز فاتحہ دینے کا مستحب طریقہ اور یہ کہ جس کی نیاز یا فاتحہ دلائی جائے اس کو ثواب کس طریقہ سے پہنچائے؟ اور سوائے اس کے اور مسلمانوں کو کس طرح کہہ کر ثواب پہنچائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں، عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور تین بار یا سات بار یا گیارہ بار سورہ اخلاص، اول آخر ۳،۳ بار یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی! میرے اس پڑھنے (اور کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا اسے میرے عمل کے لائق نہ دے، اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا، اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام واولاد سجادہ مریدین، محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلک حقہ کی شناخت قرآن وحدیث کی روشنی میں

علامہ حافظ شفقات احمد مجددی حفظہ

بسم اللہ و الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی حبیب اللہ ۔ اما بعد۔

الحقیقہ کے حقیقت پسند غیور اور باشعور قارئین کرام!

جولائی 2001ء کے مجلہ "الدعوۃ" لاہور کو خود بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اس کے متعلق ایک ممتاز اہلحدیث عالم مولانا عبدالحی انصاری رفیق ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد کا بیان "کون نہیں جانتا کہ میدان جہاد کارزار میں دھوکہ دہی بھی جائز ہے" الحرب خدعۃ" تو یہ وصف مجاہدین اسلام اور غازیان دین کے اس پرچہ میں بھی پایا جاتا ہے جس نے سادہ لوح اہل حدیثوں کو امارت شرعی وغیر شرعی، دستور شرعی وغیر شرعی اور نظام شرعی وغیر شرعی کی بھول بھلیوں میں مبتلا کر کے خاصی کامیابی حاصل کر لی ہے" (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۱۱) پر بھی پڑھ چکا تھا۔ ٹائیٹل سے ظاہر ہے کہ اس کے نگران (بزعم خود) "اہلحدیث" فرقہ کے ایک ممتاز ملی وسیاسی رہنما" پروفیسر محمد سعید" ہیں۔ یقیناً مجلہ ہذا کا ہر شمارہ ان کی نظر عمیق سے اجازت سے لے کر ہی سادہ لوح عوام سے داد وامداد وصول کرنے کیلئے اپنا پر فریب سفر شروع کرتا ہوگا۔ پہلا ہی مضمون "کلمۃ الدعوۃ" پڑھا تو حیرانی ہوئی کہ ہم نے خود ٹی وی پر کشمیری شہیدوں کے جنازے اور جلسے جلوس دیکھے ہیں وہ تو نعرہ تکبیر کے بعد نعرہ رسالت۔ یارسول اللہ ﷺ اور نعرہ حیدری۔ یاعلی بھی لگاتے ہیں۔ جو لوگ یہاں یارسول اللہ اور یاعلی کہنے والوں پر گولیاں برساتے ہیں وہی لوگ وہاں یارسول اللہ ﷺ اور یاعلی کہنے والوں کے ہمدرد کیسے بن گئے؟ بلکہ ان کا تو دعویٰ ہے کہ ہم ان کی معاونت میں جانیں قربان کر رہے ہیں۔ کیا پاکستان میں یارسول اللہ ﷺ اور یاعلی کہنا کفر وشرک ہے۔ لیکن مقبوضہ کشمیر میں اس سے ایمان میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں ان سے ہمارا ایمان کا رشتہ ہے۔ کشمیریوں کا وہ کون سا ایمان ہے جس کا رشتہ ان لوگوں کے ساتھ ہے؟ حالانکہ ان کے نزدیک تو یارسول اللہ ﷺ اور یاعلی کے نعرے لگانے والے کافر ومشرک ہیں۔ دراصل مسئلہ کشمیر کا نہیں بلکہ "کچھ اور" کا ہے۔ اس کی تفصیل ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء کے صفحہ ۸ سے صفحہ ۱۱ تک ملاحظہ فرمائیں۔ ان نام نہاد جہادی بزنس مینوں سے کشمیر کی آزادی میں تو کوئی مدد نہیں مل رہی البتہ ان کی شر انگیز غلط کارروائیوں کے بدلے میں متعلقہ پورا علاقہ انڈین فوج کے تشدد اور ظلم وستم کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اور وہاں کی مخدرات عصمت کی عزتیں پامال ہوتیں ہیں۔ اسی لئے کشمیری خود ان شر پسند نام نہاد جہادی بزنس مینوں کی مخبری کر کے انہیں پکڑواتے ہیں۔ البتہ آخر میں یہ اعلان حق کر دیا کہ کشمیر اور اس نوعیت کے بہت سے مسائل ہیں لیکن "انہیں حل کرنے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ "لا الہ الا اللہ" واقعی گھر کی فکر گھر والے ہی کو ہو سکتی ہے جو سرے سے اس جنگ آزادی ہی کے خلاف تھے انہیں پاکستان کی سا[illegible] سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے چنانچہ میر

ابراہیم سیالکوٹی اور ساجد میر کے عزیز ہفت روزہ اہلحدیث سوہدرہ کے ایڈیٹر۔ مولوی عبدالمجید سوہدری کچھ نقاب رکھ کر اعلان حق کرتے ہیں۔ ''کس قدر شرم کا مقام ہے کہ بعض (اس لفظ سے اپنے مسلک کا بھرم رکھا ہے) اہلحدیث علماء نے بھی (انگریزوں کے خلاف) جہاد کے خلاف فتویٰ دیدیا۔ خطاب بھی پایا۔ مذہب وہابیت کی روح کو کچل کر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ (ہندوستان میں) وہابی کہلانا جرم سمجھا گیا اور سرکاری کاغذات میں بڑی جدوجہد کے بعد اپنا نام بدلوایا گیا (اور وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھوایا گیا) (انگریز اور وہابی صفحہ۴۴) اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاء۔ آگے انسٹھ سرخیاں دیگر تاریخ وار اچھے افسانے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ خیر دروغ برگردن راوی۔ صفحہ۱۸ کے درس القرآن میں سورہ انعام کی آیت ۱۱۶ کی خودساختہ تفسیر میں خوب داد تلبیس دی گئی ہے اور اپنے اقلیتی فرقہ کو حق وصداقت کی سند دینے کی ناکام جسارت میں متعدد آیات قرآنیہ کے معانی کو اپنے شیشے میں اتارنے کی سازش کی گئی ہے اور اسلامی نظریہ جو آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہوئے مضمون کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔ اور ایک غیر اسلامی مفروضہ جس کا کم از کم اسلامی دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں ہے اور اس پر اپنی نام نہاد حقانیت کا محل استوار کر دکھایا۔ درحقیقت یہ مفروضہ اہل حدیث مکتبہ دارالسلام لاہور سے چھپنے والی تفسیر ''احسن البیان'' جس کا ترجمہ مولوی محمد جوناگڑھی اہلحدیث کا ہے اور اس پر تفسیری حاشیہ حافظ صلاح الدین یوسف کا ہے۔ جس کا اشتہار ''سلفی تفاسیر کا بہترین خلاصہ، ضعیف روایات سے پاک اور صرف صحیح احادیث کا اہتمام، خالص سلفی مسلک کا عمدہ نمونہ'' کی امتیازی خصوصیات کے ساتھ مجلۃ الدعوۃ اکتوبر ۱۹۹۵ء کے صفحہ ۲۷ پر ''توحید وسنت کے پروانوں کیلئے عظیم تحفہ'' کی سرخی کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جسے بعد میں شاہ فہد کو قرآن فہمی کے نام پر دھوکہ دے کر اس کے خرچہ پر لاکھوں کی تعداد میں اپنے غیر مقلدانہ نجدی عقائد چھپوا کر ''تحفہ'' کے نام پر حجاج کرام میں تقسیم کیا گیا۔ اس سے چوری کیا گیا ہے۔ دیکھیں تفسیر احسن البیان صفحہ ۱۸۶ اور مسعودی نسخہ صفحہ ۳۸۵ مجلہ ہذا صفحہ ۱۹ لکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ حقیقت بھی واضح کر دی گئی ہے کہ گمراہ اکثریت کے مقابلہ میں اہل حق وصداقت ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں'' جناب اگر ''قلت'' ہی حق وصدات کی نشانی مان لی جائے تو پھر اہلحدیث بھی گمراہ ہی ہیں۔ کیونکہ جماعت اہلحدیث سے بھی کم تعداد والی جماعتیں دنیا میں بلکہ پاکستان میں بھی موجود ہیں مثلاً مرزائی بھی آپ کے مقابلہ میں ''اقلیت'' ہیں بلکہ پارسی مذہب والے غالباً پوری دنیا میں سب سے کم تعداد میں ہیں۔ پھر تو آپ کے قانون کے مطابق وہی ''حق وصدات'' والے ہیں اور دیگر تمام مذاہب کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی چھٹی ہوگئی العیاذ باللہ۔ دیکھا آپ نے آیات قرآن کا مفہوم روح قرآنی اور قانون اسلامی کے خلاف کیا جائے تو کتنا بڑا فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ توبہ کریں اور اللہ کے حضور معافی مانگیں۔ جب آپ نے ائمہ اربعہ۔ جو کہ سب کے نزدیک اکابرین اسلام میں سے ہیں۔ کی تقلید کو حرام بنا رکھا ہے تو پھر ان چھوٹے چھوٹے مولویوں کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ محسن اہلحدیث مولوی وحید الزمان بھی یہی رونا روتے ہوئے دنیا سے کوچ کر گئے (حیات وحید الزمان صفحہ ۱۰۲) اور مولوی عبدالمجید سوہدروی اہلحدیث بھی آپ حضرات کی اس عادت پر بہت پریشان ہیں

(کرامات اہلحدیث صفحہ ۲) اور محدث و مفسر و امام اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی اہلحدیث حضرات کی اس ہٹ دھرمی پر سخت نالاں ہیں (اہلحدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۹،۱۰) میرا نہیں بنتا۔ نہ بن۔ اپنا تو بن۔ میری نہیں مانتے نہ سہی۔ اپنوں کی تو مان لیں اور پھر اپنے اس مفروضے کو زبردستی منوانے کیلئے اپنے اکابرین کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے کفار و مشرکین کے متعلق نازل ہونے والی آیات کو "اکثر امت" اہل ایمان پر چسپاں کر کے صحابی رسول جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فرمان "شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين (بخاری صفحہ ۱۰۲۴) کتاب استتابۃ المعاندین و المرتدین۔ باب قتل الخوارج والملحدین مطبوعہ کراچی) کے مطابق "شرار الخلق" کے لقب سے بھی ملقب ہوئے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امت محمد مصطفی ﷺ بہت سے فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ان میں سے جو بڑی جماعت ہوگی وہی ہدایت والی نجات والی، صراط مستقیم والی، ناجی اور جنتی جماعت ہوگی۔ اور یہ حقیقت نص قطعی سے آشکارا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم و سائت مصيرا (نساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ۔ اس آیت کے تحت سعودی تفسیر میں ہے "بعض علماء نے سبیل المؤمنین سے مراد اجماع امت لیا ہے یعنی اجماع امت سے انحراف بھی کفر ہے۔۔۔ اس لئے کہ صحیح حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کریگا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ صحیح ترمذی الالبانی جلد ۲ رقم صفحہ ۱۷۵۹" نیز تفسیر سعودی صفحہ ۲۵۶، تفسیر احسن البیان صفحہ ۱۲۵ اور فوائد سلفیہ المسمی بہ اشرف الحواشی مرتبہ مولوی محمد عبدہ الفلاح اہلحدیث کے صفحہ ۱۱۵ پر ہے "امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر غلط اور خطا سے محفوظ رہی ہے اور رہے گی۔ اس بارے میں بہت سی صحیح احادیث وارد ہوئیں۔ حتی کہ بعض علماء ان کے تواتر کے قائل ہیں۔ امام شافعی نے اجماع کے حجت ہونے کا اسی آیت سے استنباط کیا ہے اور یہ استنباط بہت قوی اور عمدہ ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "معارج الوصول" میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور امام شافعی کے استدلال کی پرزور تائید کی ہے" نیز صفحہ ۱۸۱ پر ہے "اگر کسی بات پر قرآن و حدیث سے تصریح نہیں ملے گی تو اجماع اور اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائیگا کیونکہ یہ دونوں بھی کتاب و سنت کے فروغ میں سے ہیں" تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۷۲۵ مطبوعہ کویت پر ہے "فانه قد ضمنت لهم العصمة فى اجتماعهم من الخطاء تشريفا لهم وتعظيما لنبيهم وقد وردت احاديث صحيحة كثيرة فى ذالک. .. ومن العلماء من ادعى تواتر معناها" تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ بیروت پر ہے "غير ماهم عليه من اعتقاد او عمل" "تفسیر جلالین صفحہ ۸۷ مطبوعہ کراچی پر ہے" اى طريقهم الذى هم عليه من الدين بان يكفر" تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۳۸۶ مطبوعہ بیروت پر ہے "دليل على صحة القول بالاجماع" "تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۵۶۳ مطبوعہ بیروت پر ہے "وهم دليل على ان الاجماع حجة تجوز مخالفتها كما تجوز مخالفة الكتاب والسنة لان الله عزوعلا جمع بين اتباع سبيل غير المؤمنين وبين مشاقة

الرسول في الشرط وجعل جزاءه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبا كموالات الرسول عليه الصلوة والسلام" تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ مصر پر ہے" ای اعتقادا وعملا" تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر پر ہے" وتقرير الاستدلال ان اتباع غير سبيل المؤمنين حرام فوجب ان يكون اتباع سبيل المؤمنين واجبا" تفسیر روح المعانی جلد ۲ جز ۵ صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ بیروت میں ہے ای غیر ما هم مستمرون عليه من عقد وعمل فيعم الاصول والفروع والكل والبعض "تفسیر سعودی چونکہ احسن البیان کی نقل ہے لہذا ان دونوں کو ایک ہی شمار کرتے ہوئے تلک عشرة کاملة۔ طوالت کے خوف سے انہی چند تفاسیر کے مختصر حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں اور چونکہ تقریبا تمام عربی تفاسیر کا ایک ہی مفہوم ہے جو کہ اوپر والی اردو تفاسیر میں بیان ہو چکا ہے لہذا ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ یہ ایک ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس پر تقریبا تمام تفاسیر کی توثیق کے ساتھ ساتھ اکابرین اہلحدیث بھی سر تسلیم خم کئے بیٹھے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس مسئلہ پر دلالت کرنیوالی احادیث "صحیح" بھی ہیں بلکہ بعض علماء ان احادیث کے "متواتر" ہونے کے بھی قائل ہیں۔ اب اختصار کے ساتھ ذرا ان "صحیح اور متواتر احادیث میں سے چند احادیث کی نشاندہی اور تخریج کرتے ہیں۔ تا کہ مسئلہ مزید واضح اور مضبوط ہو جائے۔

حدیث نمبر ۱ - امام بخاری علیہ الرحمہ قربانی کو نماز عید کے بعد کرنے پر تین مقامات پر مختلف سندوں کے ساتھ جناب رسول ﷺ کے الفاظ مبارک نقل فرماتے ہیں" واصاب سنة المسلمين "

(بخاری صفحہ ۸۳۲،۸۳۴ کتاب الاضاحی) مطبوعہ کراچی۔ یعنی اس نے مسلمانوں کے طریقے پر عمل کر لیا اور شارح بخاری امام عسقلانی ان الفاظ کے تحت بیان فرماتے ہیں والمراد بالسنة هنا في الحديثين معا الطريقة لا السنة بالاصطلاح التي تقابل الوجوب۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳،۱۳ مطبوعہ بیروت) یعنی اس جگہ دونوں حدیثوں میں جو لفظ "سنت" استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد مسلمانوں کا طریقہ اور عمل ہے نہ کہ اس سے مراد وہ سنت ہے جو واجب کے مقابل ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲ - امام بخاری علیہ الرحمہ اطاعت امیر کے متعلق احادیث بیان فرماتے ہوئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں۔ من فارق الجماعة شبرا فمات الامات ميتة جاهلية (بخاری صفحہ ۱۰۴۵ کتاب الفتن) یعنی جس نے جماعت سے ذرہ بھی علیحدگی اختیار کی اور وہ مر گیا۔ تو وہ جہالت کی موت مرا۔ نیز باختلاف الفاظ مفہوم حدیث ہذا بخاری صفحہ ۱۰۵۷ کتاب الاحکام، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، جلد ۵ صفحہ ۸۲ مطبوعہ گوجرانوالہ، مصنف عبد الرزاق جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰، ۳۳۹ مطبوعہ بیروت، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۵۲ مطبوعہ کراچی، حلیہ نعیم جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ بیروت الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ بیروت، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ مطبع مجتبائی دہلی۔ نیز امام ترمذی فرماتے ہیں هذا حديث حسن کہ یہ حدیث حسن ہے۔ امام نسائی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور امام حکم نے بھی اس کو بیان کیا ہے

اور اس کو صحیح کہا ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں یہ روایت

بخاری اور مسلم کی شرائط پر صحیح ہے (الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۳۶۸) اخرجہ البذار والطبرانی فی الاوسط. فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۵، ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۹، مشکوٰۃ صفحہ ۲۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۳. امام ترمذی علیہ الرحمہ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت سے بیان فرماتے ہیں "ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار" ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹ مطبع مجتبائی دھلی ۱۳۱۵ھ ابواب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ۔ نیز باختلاف الفاظ مفہوم حدیث ہذا ابن ماجہ صفحہ ۲۹۲ ابواب الفتن، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۵، ۱۸۳، ۲۰۸، مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۰۶، ۵۵۵، الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۸۲، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰، ۳۶۸، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸۳ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۹ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۴۔ جناب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار" "مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،، فصل ثانی مطبوعہ مطبع گلزار محمدیہ لاہور ۱۳۱۲ھ۔ نیز باختلاف الفاظ اس حدیث کا مضمون ابن ماجہ صفحہ ۲۹۲ ابواب الفتن۔ باب السواد الاعظم، پر بھی موجود ہے۔ ابن ماجہ پر اس حدیث کے تحت حاشیہ نمبر ۱ میں مرقوم ہے

فہذا الحدیث معیار عظیم لاہل السنۃ والجماعۃ شکر اللہ سعیہم فانہم ہم السواد الاعظم وذالک لا یحتاج الی برہان فانک لو نظرت الی اہل الاہواء باجمعہم مع انہم اثنتان وسبعون فرقۃ لا یبلغ عددہم عشر اہل السنۃ۔ یعنی یہ حدیث شریف اہل سنت وجماعت کے ناجی اور سچا ہونے کے متعلق ایک واضح معیار ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت ہی "سواد اعظم" ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مزید برکت عطا فرمائے کیونکہ اگر باقی تمام گمراہ بہتر فرقوں کی مجموعی تعداد بھی دیکھی جائے تو وہ سب مل کر بھی اہل سنت وجماعت کا دسواں حصہ بھی نہیں بن سکتے۔ یہاں اس شبہ کا بھی ازالہ ہو گیا۔ کہ بہتر فرقوں میں سے ایک جماعت اگر ہدایت ونجات والی ہے تو وہ لازماً بہتر کے مقابلہ میں چھوٹی ہی ہوگی لیکن بہتر جماعتیں اگر دس دس بیس بیس یا پچاس یا سو سو بھی ہوں اور ایک جماعت ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہو۔ تو یہ سب مل کر بھی اس ایک کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور حقیقت بھی یہی ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹ پر جناب عبداللہ بن عمر رضی تعالیٰ عنہما کی روایت پر حاشیہ میں مرقوم ہے "من شذ الی النار ای من نفر عن السواد الاعظم فقد شذ فیما یدخلہ النار او فی النار" نیز علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ شارح مشکوٰۃ اس حدیث کی وضاحت فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں "یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ کوئٹہ) یعنی سواد اعظم سے مراد وہ جماعت ہے۔ جس پر اکثر مسلمان کاربند ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ "اقلیت" "سواد اعظم" ہو ہی نہیں سکتی۔ نیز علامہ ملا علی قاری جناب

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ "والعامة" کے تحت رقم فرماتے ہیں "ای عامة الجماعة یعنی علیکم بمتابعة جمهور العلماء من اهل السنة والجماعة" (مرقاۃ جلد ا صفحہ ۴۳۰) یعنی جمہور (اکثر) علماء اہل سنت و جماعت کے طریقہ وعقیدہ کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "سواد در اصل بمعنی سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم بیامد چنانکہ سیاہی لشکر گویند کثرت و زیادت آن را و مراد حث و ترغیب ست بر اتباع آنچہ اکثر علماء دراں جانب اند (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۵۴) نیز بزعم خود مسلک اہلحدیث کا علمبردار" اور "حرمین شریفین کی حرمت و تقدس کا نقیب" ماہنامہ حرمین جہلم (ٹائیٹل) کو بھی یہ تسلیم ہے کہ "آج جب کہ مسلمانوں کی اکثریت (اہل ارض کی نہیں) ائمہ اربعہ کی مقلد ہے) اور انکی تقلید (کو) واجب سمجھتی ہے" (ماہنامہ حرمین اگست ۱۹۹۲، صفحہ ۲۹) نیز ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۶ نومبر ۱۹۹۳، صفحہ ۶ پر بھی یہ برملا لکھا گیا ہے کہ "فقہ حنفی" پاکستان میں سواد اعظم کا مسلک ہے۔

حدیث نمبر ۵ - امام ابوداؤد علیہ الرحمہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان هذه الملة ستفترق علی ثلاث وسبعين، ثنتان وسبعون فی النار وواحد فی الجنة وهی الجماعة" (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ کتاب السنہ باب شرح السنہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) یعنی یہ امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی، بہتر گروہ تو دوزخی ہونگے اور ایک گروہ جنتی ہوگا اور وہ "جماعت" ہوگی یعنی وہ سب سے بڑا گروہ ہوگا۔ نیز اس حدیث کا مفہوم باختلاف الفاظ ابن ماجہ صفحہ ۲۹۶ پر جناب سیدنا عوف بن مالک اور جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی علیحدہ علیحدہ سندوں سے دو روایتیں، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱۵، جلد ۵ صفحہ ۵۰، جلد ۳ صفحہ ۱۴۵، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ بیروت، مشکوۃ صفحہ ۲۲، ۲۳ مستدرک جلد ا صفحہ ۱۱۴، جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ طبع بیروت، نہج المقبول نواب صدیق خان اہلحدیث صفحہ ۱۳، ۱۶ عقیدہ واسطیہ ابن تیمیہ صفحہ ۱۶۷، ۱۶، الملل والنحل جلد ا صفحہ ۲۱ طبع قاہرہ، تنبیہ الغافلین صفحہ ۳۰۱، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۲۵، مرقاۃ جلد ا صفحہ ۲۳۰، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۵۴، تحفۃ الاحوذی الحدیث جلد ۳ صفحہ ۳۶۷ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۶ - جناب امام محمد شیبانی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح" مؤطا امام محمد مترجم صفحہ ۱۴۴ باب ۷۱ قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل، یعنی جس بات کو اکثر مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہوتی ہے اور جس بات کو اکثر مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بری ہوتی ہے۔ جناب امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہی الفاظ نقل فرمائے ہیں (مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ گوجرانوالہ) علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مذکورہ حدیث کا پہلا حصہ نقل فرمایا (مرقاۃ جلد ا، صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ کوئٹہ) مظاہر حق جلد ا

صفحہ ۸۱، بخاری شریف جلد ا صفحہ ۲۶۹ کے حاشیہ نمبر ۶ پر بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔ مسند طیالسی صفحہ ۳۳ بسند صحیح، ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور (اہلحدیث) مدیر اعلیٰ احسان الٰہی ظہیر دسمبر ۶ ۱۹۷ء صفحہ ۱۱ وغیرہ۔

حدیث نمبر ۷ - امام دارمی علیہ الرحمہ جناب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں "ان النبی ﷺ سئل عن الامر یحدث لیس فی کتاب ولا سنۃ فقال ینظر فیہ العابدون من المؤمنین" (دارمی صفحہ ۲۸ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس مسئلہ میں قرآن وسنت سے ثبوت نہ ملے تو اس کے متعلق اولیاء کرام کا طریقہ دیکھ لیا کرنا (اور اس پر عمل کرنا)۔

حدیث نمبر ۸ - حدیث مذکورہ بالا کے مضمون کے الفاظ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے بھی مرقوم ہیں آپ نے فرمایا۔ فلیقض بما قضی بہ الصالحون (دارمی صفحہ ۳۳) وغیرہ۔ ترجمہ تقریباً پہلے والا ہی ہے۔

حدیث نمبر ۹ - جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں "فیما اجتمع علیہ المسلمون" (دارمی ۳۴)

حدیث نمبر ۱۰ = جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب قاضی شریح علیہ الرحمہ کو لکھا کہ اگر تمہیں کوئی مسئلہ قرآن اور سنت سے نہ ملے تو "فانظر ما اجتمع علیہ الناس" دارمی صفحہ ۳۴۔ اس عبارت کا مفہوم بھی تقریباً وہی ہے۔ کیونکہ لفظ "ناس" کی وضاحت اوپر والی روایات میں ہو چکی ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

حدیث نمبر ۱۱ = امام دار قطنی علیہ الرحمہ جناب قاسم اور جناب سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک فتویٰ دینے کے بعد ان کی طرف سے اس کا جواز نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "قالا لیس ھذا فی کتاب اللہ ولا فی سنۃ رسول اللہ ﷺ ولکن عمل بہ المسلمون" دار قطنی جلد ۴ صفحہ ۴۰ کتاب الطلاق۔ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۶ھ) یعنی یہ مسئلہ اگرچہ بالتصریح قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے لیکن اکثر علماء اسلام کا اس کے متعلق یہی فیصلہ ہے۔ نیز ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء صفحہ ۵ پر بھی ہے۔ "علماء امت کا اجماع شریعت کے سرچشموں میں سے تیسرا سرچشمہ ہے"

نیز آیات قرآنیہ صراط الذین انعمت علیھم (فاتحہ) یعنی ان لوگوں کا راستہ اختیار کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ہیں۔ یعنی اولیاء کاملین۔ اور واتبع سبیل من اناب الی (لقمان) وغیرہما (یعنی نساء۔ ۲۶، انعام۔ ۹۱، توبہ۔ ۱۰۰، ۱۱۹، طور۔ ۲۱، نساء۔ ۱۱۵، مائدہ۔ ۵۱، مائدہ۔ ۵۵، بقرہ۔ ۱۳، ۱۳۷، وغیرہ)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی اتباع کرنی چاہیئے۔ بھی احادیث مذکورہ بالا کے مفہوم کی صاف صاف وضاحت فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق دیکھ اور پڑھ لینے کے بعد اس کو مان لینے اور تادم آخر یں اس پر قائم ودائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین والسلام علی من اتبع الھدی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ "والعامۃ" کے تحت رقم فرماتے ہیں "ای عامۃ الجماعۃ یعنی علیکم بمتابعۃ جمہور العلماء من اھل السنۃ والجماعۃ" (مرقاۃ جلد ا صفحہ ۴۳۰) یعنی جمہور (اکثر) علماء اہل سنت وجماعت کے طریقہ وعقیدہ کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "سواد دراصل بمعنی سیاہی است و بمعنی جمہور واکثر از مردم بیاید چنانکہ سیاہی لشکر گویند کثرت وزیادت آن راومراد حث وترغیب ست براتباع آنچہ اکثر علماء دراں جناب اند (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۵۴) نیز بزعم خود مسلک اہلحدیث کا علمبردار" اور حرمین شریفین کی حرمت وتقدس کا نقیب" ماہنامہ حرمین جہلم (ٹائیٹل) کو بھی یہ تسلیم ہے کہ "آج جب کہ مسلمانوں کی اکثریت (اہل ارض کی نہیں) ائمہ اربعہ کی مقلد ہے) اور انکی تقلید (کو) واجب سمجھتی ہے" (ماہنامہ حرمین اگست ۱۹۹۲ء صفحہ ۲۹) نیز ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء صفحہ ۶ پر بھی یہ برملا لکھا گیا ہے کہ "فقہ حنفی" پاکستان میں سواد اعظم کا مسلک ہے۔

حدیث نمبر ۵ - امام ابوداؤد علیہ الرحمہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان ھذہ الملۃ ستفترق علی ثلاث وسبعین، ثنتان وسبعون فی النار وواحد فی الجنۃ وھی الجماعۃ" (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ کتاب السنہ باب شرح السنہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) یعنی یہ امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی، بہتر گروہ تو دوزخی ہونگے اور ایک گروہ جنتی ہوگا اور وہ "جماعت" ہوگی یعنی وہ سب سے بڑا گروہ ہوگا۔ نیز اس حدیث کا مفہوم باختلاف الفاظ ابن ماجہ صفحہ ۲۹۶ پر جناب سیدنا عوف بن مالک اور جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی علیحدہ علیحدہ سندوں سے دو روایتیں، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، جلد ۵ صفحہ ۵۰، جلد ۳ صفحہ ۱۴۵، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ بیروت، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲، ۲۳ مستدرک جلد ا صفحہ ۱۱۴، جلد ۴ صفحہ ۱۲۸ طبع بیروت، نہج المقبول نواب صدیق خاں اہلحدیث صفحہ ۱۳، ۱۶ عقیدہ واسطیہ ابن تیمیہ صفحہ ۱۶۷، ۱۶، الملل والنحل جلد ا صفحہ ۲۱ طبع قاہرہ، تنبیہ الغافلین صفحہ ۳۰۱، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۲۵، مرقاۃ جلد ا صفحہ ۴۳۰، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۵۴ تحفۃ الاحوذی الحدیث جلد ۳ صفحہ ۳۶۷ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۶ - جناب امام محمد شیبانی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راٰہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح" موطا امام محمد مترجم صفحہ ۱۲۴ باب ۱۷ قیام شہر رمضان ومافیہ من الفضل، یعنی جس بات کو اکثر مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہوتی ہے اور جس بات کو اکثر مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بری [illegible] ہے۔ جناب امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے یہی الفاظ نقل فرمائے ہیں (مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ گوجرانوالہ) علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مذکورہ حدیث کا پہلا حصہ نقل فرمایا (مرقاۃ جلد ا، صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ کوئٹہ) مظاہر حق جلد ا

ترجمہ۔ حضرت محمد ﷺ جو کہ دونوں جہان کیلئے سرمایہ آبرو ہیں اگر کوئی ان کے در کی خاک نہیں ہوا تو اس کے سر میں خاک۔ (مکتوب ۱۶۵ دفتر اوّل)

(۶) اللہ تعالیٰ ہم کو اطاعت رسول پر (جو کہ عین حق ہے) ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ (مکتوب ۱۵۲ دفتر اوّل))

(۷) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے جس نے ہم کو سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی تابعداری سے مشرف فرمایا۔

(مکتوب ۲۸۸ دفتر اوّل)

(۸) رمضان شریف کے اعتکاف کے سلسلہ میں اپنے متوسلین سے فرمایا کہ ”صرف رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نیت کرو۔ ہمارا ”تبتل وانقطاع“ کیا شئے ہے۔ آپ ﷺ کی متابعت حاصل ہونے کیلئے ہم کو سو پابندیاں قبول ہیں۔ اور توسل متابعت کے بغیر ہم کو سو ”تبتل وانقطاع“ قبول نہیں۔ (زبدۃ المقامات)

(۹) ہم کیا اور ہمارا عمل کیا۔ جو کچھ بھی ہم کو ملا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ اور اگر اس کے کرم کیلئے کوئی شئے بہانہ ہوئی تو وہ سید الاوّلین وسید الآخرین ﷺ کی متابعت ہے۔

(بحوالہ زبدۃ المقامات)

(۱۰) بحرمت نبی کریم ﷺ اور ہم کو آنحضرت ﷺ کی ظاہری وباطنی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو اس دعا پر آمین کہے۔ (مکتوب ۵۴ دفتر اوّل)

(۱۱) آپ کے اکثر خطوط کا اختتام اس دعا پر ہوا ہے

ا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں متابعت نبوی ﷺ پر قائم رکھے۔

۲۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ہم مفلسان بے سروسامان کو سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی دولت اتباع سے مشرف کرے۔

(۱۲) کمال متابعت فرع کمال محبت است بآں سرور ﷺ (آں سرور ﷺ کی محبت میں ڈوبے بغیر کمال متابعت کا تصور ہی ممکن نہیں) (مکتوب ۱۶۵ دفتر اوّل

(۱۳) ولی جو کمال بھی حاصل کرتا ہے اور جس درجہ تک پہنچتا ہے وہ اپنے نبی ﷺ کی پیروی کے طفیل میں پہنچتا ہے۔

(مبداء ومعاد ص ۲۱۶)

(۱۴) ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے۔

(مکتوب ۱۴۴ دفتر اوّل)

(۱۵) ایمان بالغیب ہی حق ہے اور جملہ جزئیات میں اتباع سنت ہی ارتقاء روحانی کی آخری منزل ہے نہ کہ حقائق کشفیہ کو خضر راہ بنانا۔ (حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی)

(۱۶) محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

ترجمہ۔ اے سعدی محال ہے کہ صفائی کی راہ پر مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر چلا جائے۔ (مکتوب ۱۲۱ دفتر دوم)

(۱۷) یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہوتی ہے کہ سنت سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی ظاہر وباطناً ہر طرح سے پوری پوری اتباع کی جائے۔ (مکتوب ۱۱۰ دفتر اوّل)

حضرت مجدد اور متابعتِ محمد رسول اللہ ﷺ کی تاکید

(مراسلہ۔پروفیسر محمد محبوب عارف)

پابندی شریعت محمدی کے علاوہ حضرت مجدد متابعتِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی ایک امتی مسلمان کیلئے عموماً اور ایک امتی ولی کیلئے بالخصوص لازمی سمجھتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ جو تابع ہو۔اور اپنی تابعیت کا اقرار کرے وہ برابری یا عظمت کا خیال بھی دل میں لاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔آیئے دیکھیں کہ حضرت مجدد متابعت محمدی ﷺ کا دوسروں اور اپنے لئے کس شدومد سے اعلان کررہے ہیں اور جمعیت محمدی ﷺ کے دائرہ سے باہر نکلنے والے کیلئے کیا حکم لگاتے ہیں۔

(۱)''انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل متبعین کمال متابعت اور کثرت محبت کے باعث بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی بخشش وعنایت سے اپنے اتباع کردہ انبیاء کے تمام کمالات جذب کرلیتے ہیں اور پورے طور ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں (قول وعمل میں،درجہ وحیثیت میں نہیں) یہاں تک کہ اتباع کردہ انبیاء اور اتباع کرنے والے اولیاء کے درمیان اصالت وتبعیت اور اوّلیت وآخریت کے سوا کچھ فرق نہیں رہتا۔(مکتوب ۲۴۸ دفتر اوّل)

(۲)مشائخ قدس اسرارہم میں سے جس نے شطحیات (۷۱ب) کے طور کلام کیا ہے۔اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہی ہیں۔یہ سب کفر طریقت کے مقام میں واقع ہوا ہے۔جو کہ سکر وبے تمیزی کا مقام ہے۔جو بزرگ حقیقی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔وہ اس قسم کی باتوں سے پاک وبری ہیں۔اور ظاہر وباطن میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کرتے ہیں اور انہی کے تابع رہتے ہیں۔(مکتوب ۹۵ دفتر دوم)

(۳)جو حضرات رسول اللہ ﷺ کی متابعت میں کامل تر ہوتے ہیں ان کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(مکتوب نمبر ۲۶۵ دفتر اوّل)

(۴) قیلولہ (دوپہر کا مختصر آرام) جو متابعت رسول ﷺ کی نیت سے ہو ان کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے جو متابعت رسول ﷺ سے محروم ہوں۔عید الفطر کا افطار جس کا شریعت نے حکم دیا ہے ابدالاباد روزے رکھنے سے افضل ہے۔اہل ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں لیکن اگر وہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں تو بے کار وبے سود۔(مکتوب ۱۱۴ دفتر اوّل)

(۵) زندگی چند روزہ اگر سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی متابعت میں بسر کی جائے تو اُمید نجات ابدی ہے۔ورنہ کوئی امر خیر ہو آپ ﷺ کی متابعت کے بغیر ہیچ در ہیچ ہے۔

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا است
کسے نہ خاک درش نیست خاک برسراو

متابع سے درجہ محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور آپ کی متابعت کے ذریعہ سے ہی مرتبہ عبدیت پر مشرف ہو سکتا ہے۔ جو تمام مراتب کمال سے بالا ہے۔ اور مقام محبوبیت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

(مکتوب ۱۱۰ دفتر اوّل)

خود اپنے صوفیانہ، عالمانہ، مجددانہ اور مصلحانہ کمالات کے حصول کو متابعت رسول ﷺ کا اجر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(۲۳) جو علوم معارف مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ احاطہ ولایت سے خارج ہیں اور ارباب ولایت علمائے ظاہر کی طرح ان کے ادراک سے عاجز اور ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃ انوار نبوت ﷺ سے مقتبس ہیں۔ (مکتوب ۴۴ دفتر دوم)

(۲۴) جب تک اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو اتباع پیغمبر ﷺ کی برکت سے کمالات نبوت کے مقام پر فائز نہیں فرمایا۔ اور ان کمالات سے وافر حصہ عطا نہیں فرمایا۔ مجھ پر بذریعہ کشف شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ فضائل واضح نہیں ہوئے تھے۔

(مکتوب ۲۵۱ دفتر اوّل)

(۲۵) رسول اللہ ﷺ سے کسی فعل میں ادھوری متابعت کے عوض (بھی) ہزار شب بیداریوں کو میں نہ خریدوں۔

(زبدۃ المقامات)

لیکن حضرت خاتم الرسل ﷺ کی متابعت کے وسیلہ سے میری ولایت کا کاروبار ہی دوسرا ہے۔ (مکتوب ۹۵ دفتر سوم)

☆ جس طرح حضور ﷺ علوم شریعت بذریعہ وحی حاصل فرماتے تھے صوفیائے کرام انہیں بذریعہ کشف حاصل کرتے ہیں۔ اور انہیں یہ استعداد وصلاحیت حضرت ﷺ کی طفیل میں آپ ﷺ کی اتباع کامل کی بدولت ملتی ہے۔ (مکتوب ۳۰ دفتر اوّل)

☆ کوئی فضیلت آں حضرت ﷺ کی متابعت کی برابری نہیں کر سکتی۔

(بحوالہ زبدۃ المقامات)

☆ اولوالعزم انبیاء و مرسلین بھی اتباع خاتم الانبیا ﷺ کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ بلاشبہ اگر حضور ﷺ کے عہد مبارک میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو بھی رسول ﷺ کی اتباع کرنا پڑتی۔ آپ ﷺ کی اتباع کی فضیلت کے باعث ہی آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے۔

(مکتوب ۲۶۸ دفتر اوّل)

☆ لہٰذا حضور ﷺ کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک لے جاتا ہے تو ہر عقل مند اور دانشمند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی اتباع میں ظاہر اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے۔ (مکتوب ۴۱ دفتر اوّل)

☆ طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے وہ مردود ہے۔

كُلُّ حَقِيْقَةٍ رَدَّهُ الشَّرِيْعَةُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ

(ہر وہ حقیقت جسے شریعت رد کر دے مردود اور باطل ہے)

شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سید البشر ﷺ کی ظاہر و باطن میں متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔

(۱۸) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوب ۵۴ دفتر دوم میں متابع نبی کریم کے سات مراتب بنائے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

اول = پہلا درجہ عوام اہل اسلام کیلئے ہے۔ یعنی تصدیق قلبی کے بعد اور اطمینان نفس سے پہلے جو کہ درجہ ولایت سے وابستہ ہے، احکام شریعہ کا بجالانا اور سنت کی متابعت کرنا۔

دوم = دوسرا درجہ آنحضرت ﷺ کے ان اقوال واعمال کا اتباع ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً اخلاق کا درست رکھنا اور بری عادتوں کا دور کرنا۔

سوم = متابعت کا تیسرا درجہ آنحضرت ﷺ کے ان احوال، اذواق ومواجید کی اتباع ہے جو ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں۔

چہارم = کمالات ولایت خاصہ کے حاصل ہونے کے بعد نفس کے مطمئن ہونے اور اعمال صالحہ کی حقیقت بجالانے کا درجہ ہے۔ جو متابعت محمدی ﷺ کا چوتھا درجہ ہے۔

پنجم = متابعت کا پانچواں درجہ آنحضرت ﷺ کے صرف ان کمالات کا اتباع ہے جن کے حاصل ہونے میں علم وعمل کا دخل نہیں۔ بلکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم پر موقوف ہے۔ یہ درجہ نہایت ہی بلند ہے۔

ششم = متابعت کا چھٹا درجہ آنحضرت ﷺ کے ان کمالات کا اتباع ہے جو آنحضرت ﷺ کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس درجہ میں کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو فضل واحسان سے برتر (مقام) ہے۔

ہفتم = متابعت کا ساتواں درجہ وہ ہے جو نزول وھبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے۔ اس میں تصدیق قلبی بھی ہے اور تمکین قلبی بھی اور نفس کا اطمینان بھی۔ کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ساتوں درجوں سے آراستہ ہو۔

(۱۹) سب سے اعلیٰ نصیحت یہی ہے کہ حضرت سید المرسلین ﷺ کا دین اور آپ کی متابعت اختیار کریں۔

(مکتوب ۱۹ دفتر دوم)

(۲۰) عرض کیا گیا "یا رسول اللہ ﷺ! وہ ناجی گروہ کن لوگوں پر مشتمل ہوگا"۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "وہ گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو میری اور میرے صحابہ کی متابعت کریں گے" اس نجات پانے والے گروہ کا نام اہلسنت وجماعت ہے کیونکہ یہی حضرات نبی کریم ﷺ آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تابعداری کا التزام کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں اہلسنت وجماعت کے معتقدات پر قائم رکھ اور انہی حضرات کے زمرہ میں ہمارا خاتمہ کر اور ان کے ساتھ ہی ہمارا حشر ونشر فرما۔ آمین (مکتوب ۲۶ دفتر دوم)

(۲۱) سعادت دارین کی دولت سید کونین ﷺ کی اس متابعت پر موقوف ہے جس کی وضاحت اور طریقہ علمائے اہلسنت نے بیان کیا ہے۔ (مکتوب ۵۷ دفتر اول)

(۲۲) اخروی نجات اور ابدی فلاح سید الاولین اور الآخرین کی اتباع سے وابستہ ہے اسی لئے ایک مسلمان حضور ﷺ کی

تعلیمات مجددیہ

مرتبہ: مولانا محمد سلیم نقشبندی

ذیل میں حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارشادات عالیہ تحریر کیے جا رہے ہیں جن میں آپ نے اپنے عقائد کو بیان فرمایا ہے اور ایسے قوی دلائل دیئے ہیں جن کو حق تسلیم کرنے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں۔ اور صحیح نیت سے پڑھنے والے کا سینہ روشن ہو جاتا ہے۔ اور وہ آپ سے محبت اور عقیدت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو امام ربانی علیہ الرحمہ کے عقائد، تعلیمات اور آپ کے مبارک طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حقیقت محمدی ﷺ اور شان لولاک:

حقیقتِ محمدی ﷺ جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد آخر کار اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے محبت کا تعین اور ظہور ہے۔ جو تمام مظاہر کا مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے۔ جیسے حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اوّل اوّل جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتے، حدیث قدسی ہے (لولاک لما خلقت الافلاک) اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کیے جاتے جو حضرت ختم الرسل ﷺ کی شان میں آئی ہے۔ کا بھید بھی اسی میں ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیئے۔ (دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۱۲۸)

حقیقت محمدی ﷺ کا صحیح تصور: حقیقت محمدی ﷺ جو ظہور اوّل میں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام علیہما السلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب اس کے اظلال کی مانند ہیں اور تمام حقائق کا اصل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے (اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور ارشاد فرمایا (خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ) میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ اور مؤمن میرے نور سے۔ پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے۔ اور حضور ﷺ کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ تمام انبیاء اور مرسلین بھی نبی ہیں اور آپ کا تشریف لانا جہان کیلئے رحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے اور آپ کی امت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (دفتر سوم حصہ نہم)

حضور ﷺ کو بشر کہنے والے مجدد کی نظر میں:

جن عقل کے اندھوں نے حضور ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمت عالمیان کے طور پر دیکھا اور تمام لوگوں

(آمین) (مکتوب ۴۳ دفتر اوّل)

☆ آپ ﷺ وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو میدان ظہور میں لایا۔ اور آپ ﷺ کو بہترین تمام کائنات قرار دیا۔ علیہ من الصلوٰت افضلھا ومن التسلیمات اکملھا۔ آپ ﷺ کے اتباع کا ایک ذرہ تمام دنیوی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے کئی درجے بہتر ہے۔ فضیلت روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور بزرگی آپ ﷺ کی شریعت کی بجا آوری کے ساتھ مربوط ہے۔ (مکتوب ۱۱۴ دفتر اوّل)

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کا آغاز وانجام اس دعائیہ فقرے سے کیا کرتے تھے۔

والسلام علیکم وعلی سائر من الھدی اتبع الھدی والتزم متابعة علیه وعلی اله الصلوٰت والتسلیمات .

(سلام ہو آپ پر اور ان تمام لوگوں پر جو ہدایت کی راہ پر چلے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت کو لازم پکڑا۔)

اتنے حوالے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں کہ حضرت امام مجدد الف ثانی متابعت محمدی ﷺ کی بار بار تاکید کرتے ہیں۔ اور متابعت محمدی ﷺ کے طفیل فضائل وکمالات اور سعادت دارین کی خوش خبری سناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

متابعت محمدی ہی کو نجات کا سامان قرار دیتے ہیں اور اسے ہی رب کریم اور رسول کریم ﷺ کی نظر میں باعث سرخروئی گردانتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فیض رسول فیضانؔ

کرتا نہیں گر میں غمِ دوراں کی شکایت
یہ ہے بخدا شاہِ دوعالم کی عنایت

اُگتے ہیں دلِ تیرہ میں ہمت کے ستارے
سُن سُن کے مہِ ثور کی ہجرت کی حکایت

دُکھ جائے نہ دل کوئی میرے دستِ وزباں سے
اے دل! یہ ہے کونین کے ہادی کی ہدایت

ہر لحہ آئندہ ہے رفتہ سے جب اچھا
پھر کیا کھلے سرکار کی عظمت کی نہایت

سائل کو کسی دوسرے دن آنے کا کہنا
واللہ نہیں قاسمِ رحمت کی روایت

آقا کے بقول آنہیں سکتا کبھی افلاس
اپنائے رہے بندۂ مؤمن جو کفایت

ہوتی ہے فقط اُس کو عطا نصرتِ مولا
فرماتے ہیں محبوب۔ خدا جس کی حمایت

کہتا ہی رہوں زندگی بھر نعتِ پیغمبر
فیضانؔ یہ ہے میرے فنِ شعر کی غایت

زبان میری تھی بات ان کی

ماتم کی ممانعت

ائمہ اہل بیت اور علماء شیعہ کی نظر میں

اس باب میں بھی ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات کی طرف ہے، ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک مروجہ ماتم کے جملہ طریقے ممنوع ہیں، ہمارے اس مؤقف کی تائید شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے

شیخ صدوق قمی کا فیصلہ- شیعہ حضرات کے مستند محدث شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے حضور ﷺ کا فرمان نقل کیا کہ "میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو" پھر دشمنوں کے لباس کی وضاحت کی کہ "لباس الاعداء اسود" دشمنوں کا لباس سیاہ ہوتا ہے۔

(عیون اخبار الرضا جلد۲ ص ۲۲)

☆ "امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو، کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے" (من لایحضر الفقیہ جلد۱ ص ۱۶۳)

☆ "رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت اونچی آواز سے چلانے، نوحہ کرنے اور نوحہ سننے سے منع فرمایا ہے" (ایضاً جلد۴ ص ۳)

علامہ محمد بن یعقوب کلینی کا فیصلہ- شیعی محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے بسند معتبر تحریر کیا ہے کہ حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "کہ سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے" (کافی جلد۶ ص ۴۴۹)

علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ- شیعہ مذہب کے اہم ستون علامہ باقر مجلسی کا فرمان ہے۔

☆ "شیعہ حضرات میں سیاہ لباس زیب تن کرنا شدید ناپسندیدہ مگر عمامہ، عبا اور موزوں میں، اور عمامہ اور عبا کا بھی سیاہ نہ ہونا ہی بہتر ہے" (حلیۃ المتقین ص ۷) "رسول اللہ ﷺ نے اونچی آواز میں گریہ کرنے اور مصیبت میں نوحہ کرنے سے منع فرمایا"۔ (ایضاً ص ۳۰۴) "رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے سے روکا ہے" (ایضاً ص ۳۰۵)

☆ "مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنا، بال نوچنا، جائز نہیں ہے۔ احتیاط یہی ہے کہ چہرے، گھٹنے اور بدن کے دیگر حصوں پر طمانچے نہ مارے، جو عورت سر کے بال اکھاڑے یا چہرہ چھیلے کہ خون پھوٹ پڑے یا کوئی مرد اپنے بیٹے یا بیوی کی موت پر کپڑے چاک کرے اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ (زاد المعاد ص ۳۹۵)

علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ- شیعہ حضرات کے محقق جناب علی اکبر غفاری صاحب کا فتویٰ ہے۔

☆ "مصیبت کے وقت چہرہ یا سینہ پیٹنا، زخم لگانا، اور بال کاٹنا تمام اُمت کے اجماع سے حرام ہے" (حاشیہ فروغ کافی جلد۳ ص ۲۲۵)

علامہ شفیع بن صالح کا فیصلہ- شیعہ حضرات کے محقق علامہ شفیع بن صالح نے لکھا ہے۔

سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ:

وہ درویش جو شریعت حقہ میں قدم راسخ رکھتے ہوں اور عالم حقیقت سے بخوبی واقف ہیں ان سے اعانت طلب کرنی چاہیے۔ تا کہ حق تعالیٰ کی عنایت ان کے طفیل اپنی طرف کھینچ لے اور کسی مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اگر شریعت کی مخالفت کا راستہ بال بھر بھی کھلا رہے تو خطرہ کا مقام ہے۔ مخالفت کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

(جلد دوم مکتوب ۷۸)

خلفائے اربعہ کی فضیلت:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرات خلفائے اربعہ کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری یعنی جھوٹا ہے۔ میں اس کو اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں۔ (دفتر دوم مکتوب ۶۷)

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی کی نگاہ میں:

جس قدر خوارق عادت واقعات یعنی کرامات حضرت شیخ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے خوارق کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو نسبت اس مقام کی عالم اسباب سے بلند تر ہے۔ امام ربانی فرماتے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مبارک سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، نقباء، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے۔ سب فیضان ولایت و برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہوں گے۔ بغیر اُنکے واسطے اور وسیلے کے قیامت تک کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ (جلد سوم مکتوب ۱۲۳)

جناب مجدد اعظم حضور غوث اعظم کے نائب: یہ فقیر مجدد الف ثانی بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نائب ہے۔ جس طرح سورج کا پرتو پڑنے سے چاند منور ہوتا ہے۔ اسی طرح مجدد الف ثانی پر بھی تمام فیوض و برکات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے فائز ہو رہے ہیں۔ (جلد سوم مکتوب نمبر ۱۲۳)

اہل حق کون: نجات آخرت کا حاصل ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ تمام افعال واقوال واصول وفروع میں اہلسنت والجماعت کثرھم اللہ تعالیٰ کا اتباع کیا جائے۔ اور صرف یہی ایک فرقہ جنتی ہے۔ اہلسنت کے سوا جس قدر فرقے ہیں سب جہنمی ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے کل قیامت کے دن ہر ایک شخص اس بات کو جان لے گا مگر اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔

(جلد اول مکتوب نمبر ۶۹)

ایصال ثواب کا مجددی طریقہ:

چند سال پہلے فقیر کا یہ طریقہ تھا کہ اللہ کیلئے طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیتا جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرہ

(باقی صفحہ نمبر پر ملاحظہ فرمائیے)

خبرنامہ

(شمس الدین نقشبندی)

ضلع نارووال کے عشق مصطفیٰ اور محبت صحابہ سے سرشار نوجوانوں نے انجمن خدام الشریعہ کے تعاون سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دن یکم مارچ کو بعد نماز عشاء جامع مسجد حیات النبی نارووال میں منایا۔ جلسے میں پیر طریقت پیر سید شاہد حسین شاہ سجادہ نشین چندووال شریف نے صدارت فرمائی۔ حافظ اعجاز حسین، مبشر حسن بھٹی، حافظ غلام دستگیر اور دیگر نعت خوانوں نے ہدیہ نعت ومنقبت پیش کیا جبکہ مولانا محمد سعید نقشبندی اور مولانا غلام مصطفیٰ مجددی خطیب جامع مسجد ھذا نے حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے عظیم فضائل اور احوال پر روشنی ڈالی، بعد دعا خیر اور تبرک تقسیم کیا گیا۔ دعوت اسلامی کے ضلعی امیر مولانا عبدالغفار قادری صاحب بطور خاص تشریف لائے۔

آستانہ عالیہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں ۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ کو شہادت عثمان غنی کا دن منایا گیا، حضرت پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ العالی نے صدارت فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید اور بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کرنے کے بعد مولانا محمد سعید حسینی، مولانا طارق علی، مولانا حاجی اخلاق نقشبندی اور مولانا غلام مصطفیٰ مجددی نے شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر خطابات فرمائے۔

جناب علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے فرمایا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی محبت ہی ہم سب کا سرمایہ حیات ہے اور اسی کا فروغ ہی ہمارا نصب العین ہے۔

موضع جوال تحصیل شکر گڑھ کے ننھے منے بچے محمد بلال نے ڈیڑھ سال میں قرآن پاک حفظ کیا، یہ بچہ جامع انوار لاثانی نقش لاثانی نگر کا طالب علم ہے۔ اس کے حفظِ قرآن کی خوشی میں اس کے اہل خاندان نے عظیم الشان محفل میلاد کا اہتمام کیا، سر پرست اعلیٰ جامعہ ھذا حضرت مولانا پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے صدارت فرمائی، صوفی وکیل احمد صابری، حافظ محمد سعید قادری، حافظ عبدالرزاق پورن، نے گلہائے عقیدت پیش کیئے جبکہ مولانا محمد سعید حسینی، مولانا حاجی محمد اخلاق نقشبندی، چودھری وقار احمد ایڈووکیٹ ناظم کونسل پھلواڑی اور مولانا غلام مصطفیٰ مجددی نے قرآن پاک کی عظمت پر روشنی ڈالی۔

''ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ'' کی ترویج وترقی اور اسے جدید خطوط پر استوار کرنے کے سلسلہ میں مورخہ 15-مارچ 2002ء بروز جمعۃ المبارک کو مجلۃ الحقیقہ کی مجلسِ ادارت کا اہم اجلاس باجوہ ہاؤس سیالکوٹ میں سر پرست اعلیٰ مجلۃ الحقیقہ جناب پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ العالی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلۃ الحقیقہ کی بہتر ترسیل وترقی کیلئے مختلف تجاویز وآراء پر غور وخوض کیا گیا۔

☆ ''شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اس نے نوحہ کیا'' (مجمع المعارف ص ۱۴۲)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ماتم کے بارے میں متفقہ شخصیات کے روشن فیصلے نقل کیئے جاتے ہیں جن کی محبت ومودت سب کا سرمایہ نجات ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ۔ اُم الائمہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے۔ ''خدا کی قسم! اگر یہ گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر چلاتی اور رب کی بارگاہ میں فریاد کرتی'' (کافی کتاب الروضہ ص ۲۳۸)

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ۔ مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ ''۔صبر مصیبت کے مطابق نازل ہوتا ہے، جس نے مصیبت کے وقت اپنے دوزانوؤں سے سر پر ہاتھ مارا تو اس کا ثواب اور عمل برباد ہو گئے''

(شرح ابن میثم جلد ۵ ص ۵۸۸)

☆ ''اگر حضور نے ہمیں روکا نہ ہوتا تو ہم حضور ﷺ کے وصال پر حضور کا ماتم کرتے اور آنکھوں اور دماغ کا پانی ختم کر دیتے''

(شرح ابن میثم جلد ۴ ص ۴۰۹)

حضرت امام حسین کا فیصلہ۔ شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ ''زینب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری قسم پوری کرنا، جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا، چہرہ نہ نوچنا، واویلہ نہ کرنا اور ہائے ہلاکت کے الفاظ ادا نہ کرنا، (جلاء العیون ص ۳۸۷، اخبار ماتم ص ۳۹۹)

حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ۔ اہل کوفہ کا رواں اہل بیت کی بے سروسامانی دیکھ کر زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

☆ ''حمد وصلوٰۃ کے بعد اے بے وفا اور دغاباز کوفیو! کیا اب تم روتے اور ماتم کرتے ہو، خدا تمہیں ہمیشہ رُلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو، تم بہت زیادہ روتے رہو اور بہت تھوڑا ہنسو، تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے دھاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے دے کر توڑ ڈالے، تم نے اپنے ایمان کو دھوکے اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر اگا ہوا ہو، تم میں بجز خود ستائی، شیخی، عیب جوئی، تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چاپلوسی کے کچھ نہیں، بلاشبہ تم بہت بُرے کام کے مرتکب ہوئے، تم نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ذلت حاصل کی اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے۔ خدا تعالیٰ تم پر غضب نازل فرمائے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل فرمائے۔ (جلاء العیون جلد ۲ ص ۲۲۳)

نوٹ= انہی احساسات کا اظہار حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ سیدہ ام کلثوم کے یہ شعر دیکھیے

الا فابشروا بالنّار انکم غدا
لفی سقر حقا یقینًا تخلدوا
فلم اخی صبرا فویل لامکم
ستجزون نارا حرها یتوقدوا
سفکتم دماء حرم الله سفکها
وحرمها القرآن ثمّ مُحمّد

﴿باقی صفحہ نمبر پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ہدیہ تبریک

گذشتہ سال الحقیقہ بابت ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ (مارچ ۲۰۰۱ء) مخزن علم وحکمت جناب قاضی رحمت اللہ (آف بمبانوالہ خلیفہ مجاز محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ) کی خدمت میں پہنچا تو وہ بہت مسرور ہوئے۔ اس موقع پر انہوں نے ہدیہ تبریک کے عنوان سے جن جذبات کو نظم کیا۔ وہ ہمارے لئے گراں قدر سرمایہ ہیں۔ سوءِ اتفاق سے یہ فارسی اشعار کہیں کھو گئے تھے، اس لئے بروقت شائع نہ ہو سکے۔ اب ایک سال کے بعد انہیں دوبارہ حاصل کر کے متاعِ گم گشتہ کی حیثیت سے نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

رسیدہ یک جریدہ پیشِ نظرم
بے بخواہشِ خود نزوم مکرم

انیقہ الحقیقہ فی الحقیقہ
خوشا رہبر سوئے حق خوش سلیقہ

بفیضِ شاہ لاثانی قدس سرہ معظم !!
بہ لطف نقش لاثانی قدس سرہ مکرم

نقیب عزم و ہمت ایں جریدہ
بہ بخشش کس بدیدہ شاد دیدہ

جمالِ روضہ اطہر عیاں کرد
فیوض حج وقربانی بیاں کرد

بخواندم مسئلہ رفع الیدینے
فروگذاشت نہ دروے ہیچ زینے

بہ ملت شد چرا ایں خانہ جنگی
چہ کردہ با مسلماناں فرنگی

بیاں کردہ کرامات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ را
و برحق ہست عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شد ہویدا

در عالم اولیاء اللہ ناصر
مریدان و غلامان را مذکر

محمد مصطفیٰ ﷺ مقصودِ عالم
زبر مخلوق عند اللہ مکرم

شہید وشاہد ومشہودِ قدرت
کریم وقاسم ولیٰسین ورحمت

الٰہی در حضورت ایں دعائم
طفیل مصطفیٰ ﷺ خیر الورائم

فزوں کن حلقہ خوانندگانش
کرم بر طالبان و ناصرانش

کہ ہست ایں رہنمائے اہل سنت
عدوئے باطل وہر شرک وبدعت

دُعاءِ مِنْ عُبَیدْ رَحْمَۃ اللہ

نگاہے یا رسول اللہ ﷺ لِلّٰہ!

محفل پاک چہلم شریف مائی صاحبہ

22-مارچ 2002ء، بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے تا نماز جمعہ آستانہ عالیہ حضور شاہِ لاثانی، حضور نقش لاثانی، حضور نقشِ نقش لاثانی علی پور سیداں شریف (نارووال) میں چہلم شریف مائی صاحبہ کی محفل پاک منعقد ہوئی، جسکی صدارت حضورت قبلہ عالم پیر آفتاب احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ضیاء صاحب نے سر انجام دیئے۔ ختم پاک کی اس نورانی، ایمانی اور روحانی محفل میں ہزاروں عقیدتمندوں، ارادتمندوں اور مریدین کے علاوہ جید علماء کرام، معروف قراء حضرات اور ثناخوانان مصطفیٰ علیہ السلام نے شرکت فرمائی، محفل پاک کے اختتام پر لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔

سیّد الشہداء کانفرنس

25-مارچ 2002ء، بروز سوموار صبح دس بجے تا ظہر آستانہ عالیہ لاثانیہ حسینیہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں سیّد الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں "سیّد الشہداء کانفرنس" نہایت تزک واحتشام سے منعقد کی گئی۔ جسکی صدارت بدرالاولیاء، شیخ طریقت جناب پیر محمد حسین آسی صاحب مدظلہ العالی نے فرمائی۔ کثیر تعداد میں مشائخ عظام، علماء کرام، قراء حضرات، ثناء خوانانِ مصطفیٰ کے علاوہ عقیدتمندوں اور ارادتمندوں نے شرکت فرمائی۔ نقابت کے فرائض حضرت علامہ مولانا سعید عامر حسینی نقشبندی نے سر انجام دیئے۔ محفل کے اختتام پر لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔

«بقیہ ماتم کی ممانعت»

یعنی تمہیں جہنم کی بشارت ہو، تم نے ہمارے بھائی کو شہید کر دیا، تم پر تمہاری مائیں روتی رہیں تم نے وہ خون بہایا جو اللہ، قرآن اور محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے تم پر حرام کر دیا تھا،

(مقتل ابن نما ص ۸۳)

حضرت امام باقر کا فیصلہ - حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆"بے شک حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ کو فرمایا تھا کہ میرے واصل پر چہرہ زخمی نہ کرنا، بال نہ کھولنا، ہائے ہائے ہلاکت نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا" (کافی جلد ۵ ص ۵۲۷)

حضرت امام صادق کا فیصلہ - حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆"ہر گز تم میں سے کوئی شخص میری وفات پر رخسار پر طمانچے نہ مارے اور ہر گز مجھ پر گریباں چاک نہ کرے"

(عالم الاسلام ص ۱۳۰ از شیخ صدوق قمی)

☆"صبر اور مصیبت دونوں مؤمن کیطرف آتے ہیں تو مؤمن مصیبت کے وقت صبر کرتا ہے، اور بے صبری اور مصیبت کافر کی طرف آتے ہیں تو کافر مصیبت کے وقت بے صبری کرتا ہے"

(کافی جلد ۳ ص ۲۲۵)

☆"جب صبر چلا جاتا ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے"

(کافی جلد ۲ ص ۸۷)

درج ذیل پتہ جات سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے

مجلۃ الحقیقہ

اندرون ملک

۱۔ تربیلا ڈیم	....	علامہ محمد صدیق ضیاء انجینئر
۲۔ حافظ آباد	....	محمد یوسف حضوری ریلوے روڈ
۳۔ ڈسکہ	....	حافظ بک ڈپو گلا تیلیانوالہ
۴۔ سیالکوٹ	....	محمد عارف نقشبندی نقش لاثانی ہائی سکول مہر ٹاؤن
۵۔ راولپنڈی	....	لاثانی بک سنٹر حق نواز روڈ گلاس فیکٹری
۶۔ سانگلہ ہل	....	صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی
۷۔ شیخوپورہ	....	رانا طلعت محمود ڈیرہ سینگو والیاں حافظ آباد روڈ
۸۔ علی پور چٹھہ	....	مولانا شفقات احمد نقشبندی نئی آبادی
۹۔ فیصل آباد	....	رانا شوکت محمود نزد سلیم مارکیٹ ستیانہ روڈ
۱۰۔ لاہور	....	حافظ بک ڈپو کشمیر روڈ نیو شاد باغ لاہور

بیرون ممالک

۱۔ امریکہ	....	رانا محمد سلیم BROOK LYN NY-11218
۲۔ انگلینڈ	....	یاسر محمود. LANCA SHIRE POST CODE BL-9-DA.
۳۔ جرمنی	....	منظور حسین. 70376 STUTT GART.
۴۔ سپین	....	کاشف خان. 46025 VALENCIA.

"ماہنامہ مجلة الحقیقہ" شکر گڑھ، رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل=590

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں

ساتویں سالانہ

میلاد کانفرنس

بعد از نماز ظہر تا رات 2 بجے

20-اپریل 2002ء بروز ہفتہ

بمقام جامعہ مسجد نور چھمال روڈ شکر گڑھ

صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت

حضور قبلہ عالم پیر سیّد **ظفر اقبال شاہ** صاحب مدظلہ العالی

علی پور سیداں شریف (نارووال)

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضور شاہ لاثانی
حضور نقش لاثانی، حضور نقشہ نقش لاثانی
قدس سرہ

آمد خاص

خصوصی خطاب

خطابات

حضرت علامہ پروفیسر **محمد حسین آسی** مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا پیر سیّد **شبیر حسین شاہ** حافظ آباد

حضرت علامہ مولانا **محمد ضیاء اللہ قادری** سیالکوٹی

حضرت علامہ مولانا **رضاء الدین صدیقی** لاہور

نظامت پروفیسر محمد محبوب عارف

نقابت حضرت علامہ مولانا **غلام مصطفیٰ** مجددی

منجانب ادارہ تعلیمات مجددیہ بتعاون بزم لاثانی پاکستان تحصیل شکر گڑھ